THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, March 30, 2010

(59th Session)

Volume III No. 07

(Nos. 1-10)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran............................ 1
2. Questions and Answers.. 2-52
3. Leave of Absence 53-54
4. Legislative Business 55-63
5. Points of Order ....
    - i. Remarks passed by an advocate, Qazi Anwar Against the Parliamentarians. 64
    - ii. Shortage of drinking water in I-9/4 ... 65-66
    - iii. Road works have been stopped 67-73

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume III SP.III(07)/2010

No. 07. 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, March 30, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty seven minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيۡمِ

ٱلَّذِينَ يَذۡكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُونَ فِى خَلۡقِ
ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هَـٰذَا بَـٰطِلاً سُبۡحَـٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ O
رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدۡخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدۡ أَخۡزَيۡتَهُ ۥ‌ۖ وَمَا لِلظَّـٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٍ O رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعۡنَا
مُنَادِيًا يُنَادِى لِلۡإِيمَـٰنِ أَنۡ ءَامِنُواْ بِرَبِّكُمۡ فَـَٔامَنَّا‌ۚ رَبَّنَا فَٱغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا
سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلۡأَبۡرَارِ O رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ
ٱلۡقِيَـٰمَةِ‌ۗ إِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ O

ترجمہ:۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کھتے) ہیں کہ اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔ اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا

کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔ اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجیو۔ کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

سورۃ آل عمران (آیات ۱۹۱ تا ۱۹۴)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Let us take up questions. طلحہ محمود صاحب، آپ کے سوال کا جواب نہیں آیا ہے وزارت قانون سے، اس لیے اس کو defer[1] کر دیتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: ٹھیک ہے اس کو defer کر دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

73. ***Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that faculty of BS Telecom Engineering was introduced in the Gomal University, Dera Ismail Khan, in 2005; and

(b) whether it is also a fact that the said discipline has not been recognized by the Pakistan Engineering Council so far, if so, its reasons?

Sardar Aseff Ahmed Ali (Advisor for Education): (a) No, the Gomal University, Dera Ismail Khan has not introduced BS Telecom Engineering in 2005. However, the University has started a programme BS Telecommunication System which is a non-engineering programme.

---

[1] *[Question # 5 is deferred]*

(a) Not applicable.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Prof. Ibrahim sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! محترم وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ گومل یونیورسٹی میں BS Telecommunication Engineering نہیں ہے بلکہ Telecommunication System ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاں سے ایک batch نکل چکا اور چونکہ Engineering Council کی ان کے پاس registration نہیں ہے اس لیے Engineering کی ملازمت ان کو نہیں ملتی اور ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ کے مضامین میں Engineering اور management شامل نہیں ہیں اس لیے ان کو وہاں بھی کچھ نہیں مل رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان students کے حق میں وزارت کیا کر سکتی ہے کہ ان کو jobs ملیں۔ وہاں سے ایک batch نکل چکا ہے اور دوسرا batch اب نکلنے والا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا (وزیر مملکت برائے تعلیم): جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ پروفیسر صاحب کا سوال بڑا valid ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر ٹیلی کمیونیکیشن کی کلاسز ہیں لیکن ان میں engineering کی کلاسز نہیں ہیں۔ Telecommunication engineering نہیں پڑھائی جا رہی۔ اب گومل یونیورسٹی میں وہ try کر رہے ہیں، ابھی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی طرف سے انہیں ۷۳ ملین روپیہ ملا ہے to establish their laboratories اور جو سامان engineering کے لیے ضروری ہے۔ میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں ایک چیز عرض کر دوں کہ جب تک Pakistan Engineering Council recognition نہیں دیتی، تب تک وہ وہاں پر رجسٹر نہیں ہونگے، ان کی ڈگری تسلیم نہیں کی جائے گی۔ ہم نے ان کو بلایا تھا، کل گومل یونیورسٹی والے آئے تھے، انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم try کر رہے ہیں کہ ہماری جتنی بھی engineering requirements Engineering کے لیے ہیں وہ ہم تقریباً مکمل کر چکے ہیں۔ ہم

Council کے پاس جا رہے ہیں جونہی ہمیں recognition ملے گی ہماری وہ ڈگریاں ساری valid ہو جائیں گی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! کیا جو طالب علموں کا پہلا batch نکل چکا ہے ان کو اور جو final year میں ہیں ان کو بھی اس سے فائدہ ملے گا۔ ان کو بھی recognition مل جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! ظاہر ہے کہ اگر یونیورسٹی پی اے سی کے ساتھ جا کر رجسٹریشن کروا لیتی ہے تو وہ تو اس کیٹیگری میں آجائیں گے لیکن جو ڈگری لے چکے ہیں ان کی ڈگریاں چونکہ engineering کی نہیں ہیں، وہ Engineer تصور نہیں ہوتے انہیں engineering line میں تو سروس نہیں مل سکتی البتہ ٹیلی کمیونیکیشن میں جو ان کی ڈگریاں ہیں وہ valid ہیں اور اس شعبے میں ان کو تسلیم بھی کیا جائے گا اور نوکریاں بھی ملیں گی۔

Mr. Chairman: Next question Mr Saleh Shah, not present. Next question Mr. Wali Muhammad Badini.

75. ***Senator Mir Wali Muhammad Badini:** Will the Minister for Education be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish technical institutes in each district of Balochistan, if so, when?

Sardar Aseff Ahmed Ali: There is no any proposal under consideration of the Government to establish technical institutes in each district of Balochistan.

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: اس میں جواب دیا گیا ہے کہ جی there is no proposal under consideration of the government to establish technical institutes in each district of Balochistan. میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ each district میں تو نہیں، کتنے ہیں، اور کون کون سے ڈسٹرکٹ میں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: یہ سوال ان کی خواہش ہے اور بہت اچھی خواہش ہے کہ تمام بلوچستان میں پولی ٹیکنیکل انسٹیٹوٹ تعمیر کئے جائیں اور اگر حکومتی ذرائع اجازت دیں تو یہ ہونے بھی چاہییں۔ اس وقت بلوچستان میں چار ضلعوں میں، چار مقامات پر یہ انسٹیٹوٹ بنے ہیں۔ ایک انسٹیٹیوٹ تو گوادر میں ہے، پشین میں ہے، قلعہ سیف اللہ میں ہے، تربت میں بھی ایک ہے۔ اس وقت چار زیر تعمیر ہیں۔ انشاءاللہ عنقریب یہ پراجیکٹس مکمل ہونے والے ہیں اور یہ چاروں ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں بلوچستان کے طلبا کو ان سے پورا پورا فائدہ حاصل ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی ریحانہ بلوچ صاحبہ۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: کوئی ٹیکنکل انسٹیٹیوٹ اس وقت وہاں پر operate نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب بزنجو صاحب فرما رہے ہیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: میں نے عرض کیا کہ یہ سارے زیر تعمیر ہیں، ابھی operational نہیں ہیں۔ گوادر میں مکمل ہونے والا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر تو بزنجو صاحب کی بات صحیح ہے کہ operational نہیں ہیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: میں نے کہا ہے کہ عنقریب یہ operational ہونے والے ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا جی ٹھیک ہے۔ جی سینیٹر صاحبہ۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: جناب چیئرمین! usually our children are neglected because of merit اگر وہ ٹیکنیکل کچھ سیکھیں گے تو اپنے لیے کچھ روزی پیدا کرنا ان کو آسان ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب والا! چونکہ محترمہ کا mike on نہیں تھا اس لیے ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا سوال 74 کے متعلق تھا۔

جناب چیئرمین: 74 چلا گیا ہے۔ آپ پلیز بیٹھ جائیے، left over ہے۔ زاہد صاحب آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ سوال نکل گیا ہے۔ جی جناب بلور صاحب سوال کیجیئے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکنیکل ایجوکیشن، پشاور میں، ہمارے پختونخوا میں جو حالات اتنے برے ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ دیکھا جا رہا ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! میں بلور صاحب سے گزارش کروں گا کہ چونکہ اس وقت میرے پاس سرحد کے بارے میں material نہیں ہے۔ بلوچستان کے بارے میں سوال پوچھا گیا تھا اگر یہ چاہیں تو نیا سوال دے دیں۔ میں انشاءاللہ پورے سرحد کے بارے میں جتنے بھی ادارے کام کر رہے ہیں میں ان کی تفصیل دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال ڈاکٹر خالق پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: میں نے محترم وزیر صاحب سے پوچھا تھا کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران افرادی قوت کی برآمد ----

جناب چیئرمین: خورشید شاہ صاحب موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جی منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پیرزادہ صاحب، شاہ صاحب ابھی نیشنل اسمبلی میں ہیں، آنے والے ہیں ۔ جیسے ہی وہ آتے ہیں ہم آپ کا سوال لے لیتے ہیں۔ اس وقت نیشنل اسمبلی کا اجلاس تو نہیں ہے۔ پتا کریں وہ آ رہے ہیں یا نہیں آ رہے۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: ابھی message بھجوایا ہے۔

جناب چیئرمین: ذرا ان کو بلا لیجیئے۔ اگلا سوال نوابزادہ محمد اکبر مگسی صاحب۔

77 *Senator Nawabzada Muhammad Akbar Magsi: Will the Minister for Education be pleased to state the number of literacy centres in the country and the number of literacy centres in Sindh and Balochistan?

Sardar Aseff Ahmed Ali: There are 34, 651 adult literacy centres in the country and the number of literacy centres in Sindh and Balochistan is 5620 and 2580 respectively.

Mr. Chairman: Any supplementary, Mr. Hamayun Khan.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: انہوں نے سندھ اور بلوچستان کے figures دیئے ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لیے مزید کوئی ایسے centres کھولنے کا پروگرام ہے اور جو موجود ہیں وہ کن علاقوں میں ہیں ؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! یہ آپ کا question ہے۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: یہ question number پڑھ دیں۔

جناب چیئرمین: Question No.77 تھا۔ ذرا آپ دیکھا کریں جو آپ کے سامنے portfolio پڑا ہوا ہے۔ ہمایوں صاحب! ذرا question repeat کر دیجیئے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: Question No.77 ہے اور اس میں literacy centres کے بارے میں بلوچستان اور سندھ کے figures دیئے ہوئے ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا بلوچستان میں مزید centres کھولنے کا پروگرام ہے اور جو موجود ہیں وہ کن علاقوں میں ہیں ؟

جناب غلام فرید کاٹھیا: مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آرہی ہے اور آواز بھی نہیں آرہی ہے۔

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب! ذرا آہستہ آہستہ سوال پڑھیں تاکہ منسٹر صاحب کو سمجھ آجائے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: منسٹر صاحب کی speed کے مطابق چلتے ہیں۔ سوال یہ کیا گیا ہے کہ بلوچستان اور سندھ میں literacy centres کتنے ہیں۔ جواب آیا ہے کہ بلوچستان میں 2580 ہیں اور سندھ میں 5620 ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ بلوچستان میں یہی ہیں یا اور بھی اس طرح کے literacy centres کھولنے کا پروگرام ہے اور جو موجودہ 2580 ہیں وہ کن علاقوں میں ہیں؟

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! میں یہ ایک عرض کر دوں کہ اس میں علاقہ تو نہیں دیا ہوا، بہرحال میں اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ دو تین سالوں میں 82,500 کے قریب centres کھلنے ہیں، یہ موجودہ figures ہیں آئندہ سالوں میں یہ مختلف جگہوں پر کھلنے ہیں۔ ان کی location نہیں ہوتی all over Pakistan ان کا مختلف period ہوتا ہے، ایک ہفتہ، دو ہفتے، تین ہفتے union council wise یہ جاتے ہیں، وہاں پر اپنا کورس مکمل کر لیتے ہیں اور ان کا وہاں function ختم ہو جاتا ہے اور تیسری کلاس تک ان کا ایک combined subject ہوتا ہے، جب وہ پڑھا لیتے ہیں تو وہ اپنا set اٹھا کر اگلی یونین کونسل میں چلے جاتے ہیں۔ اس طرح تین سالوں کے اندر 82,500 centres کھلنے ہیں اور اس سے زیادہ تر لوگ مستفید ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، بلور صاحب۔ آپ کا پختونخواہ کے بارے میں سوال ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں جی، منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ بلوچستان میں 2580 اور سندھ میں 5620 centers ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بند ہو چکے ہیں یا آگے چلے گئے ہیں؟ یہ اپنا کام ختم کر کے آگے جا رہے ہیں یا کم ہو گئے ہیں یا اتنے ہی ہیں؟ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ اپنی duty کر کے تیسری جماعت تک اس کو literacy دے کر پھر آگے چلے جاتے ہیں یا بند ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کو یہ literacy مل گئی ہے؟

جناب غلام فرید کاٹھیا: میں عرض کر دوں-----

سینیٹر الیاس احمد بلور: ایک سیکنڈ میرا سوال پورا ہو جائے-----

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین ! گزارش یہ ہے کہ یہ literacy کا ایک مخصوص پروگرام ہے جس میں literacy کی ایک detail دی گئی ہے کہ literacy کا مطلب کیا ہے ۔ پہلے تو تفصیل یہ ہوتی ہے کہ مختلف سالوں میں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب ! بیٹھ جائیے ، چلیئے جواب آجائے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں جناب نہیں ! میرا سوال تو پورا ہو جائے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب ذرا سوال پورا تو ہونے دیجئے ۔ منسٹر صاحب ! ذرا بیٹھ جائیے ۔ تسلی کے ساتھ ، تحمل مزاجی کے ساتھ آپ ذرا question سن لیجئے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میری submission یہ ہے کہ 5620۔۔۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب ! ذرا brief کر لیجئے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں brief ہی کر رہا ہوں۔ 5620 literacy centres ہیں اور ان میں سے کتنے آدمی مستفید ہوئے ہیں ؟ مجھے صرف یہ بتا دیجیئے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب، آپ کے پاس اس کی detail ہے۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: میں گزارش کروں گا کہ اس کی اتنی detail تو نہیں ہے لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ تقریباً دو لاکھ سے زیادہ جتنے بھی centres ہیں، ان سے مستفید ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ دو تین ہفتے کا پروگرام ہوتا ہے پھر آگے چلے جاتے ہیں، وہ کورس کس ٹائپ کا ہوتا ہے ؟ ذرا بتا سکیں گے کہ دو تین ہفتے میں کیا پڑھایا جاتا ہے ؟

جناب غلام فرید کاٹھیا: اس میں class third تک کی جو چیزیں ہوتی ہیں ان کو ایک ہی کورس میں مجتمع کر دیا جاتا ہے، اس میں انگلش ، اردو یا جو بھی subjects ہیں ، پرائمری سکول کے جو کورسز ہوتے ہیں ان کو مختصر کر کے ایک ہی کتاب کی صورت میں ان کو پڑھایا جاتا ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک paper read کر لیں ، ایک خط read کر لیں۔ اس کی definition یہ دی

گئی ہے کہ جو لڑکا یا لڑکی یا خاتون یا مرد اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اس دورانیہ میں وہ خط پڑھ لیں، اخبار کا پیرا گراف پڑھ لیں یا اس کو سمجھ کر پڑھ لیں۔ یہ definition ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ حافظ صاحب! فاٹا کے بارے میں آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ خواندگی بالغان فاٹا میں ہے اور اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ان کا سوال ہے کہ فاٹا کے اندر یہ centres کیوں نہیں ہیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: یہ ہر جگہ پر ہیں، یہ پورے ملک میں ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ 34651 سینٹرز ہیں اور دو لاکھ افراد نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ ایک centre سے صرف 6 طالب علم مستفید ہو رہے ہیں۔ آپ کا کیا خرچہ آرہا ہے اور کیا یہ viable ہے یا یہ ghost ادارے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب سینیٹر صاحب! یہ ghost نہیں ہیں۔ ہم نے ان کو جو per centre target دیا ہوا ہے وہ 80 افراد per centre ہیں۔ اس کے حساب سے ہم نے ان کو بھیجا ہوا ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ figure جو ہمیں ملی ہے وہ مکمل ہو۔ ہم figures منگوا رہے ہیں تاکہ اس کو complete کیا جائے اور ایک وقت پر اس کو ہم assess کریں گے کہ اس پروگرام کو اب تک کتنی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ incomplete ہے اس لیے ہم total منگواتے رہتے ہیں اور جونہی information complete ہو گی تو انشاء اللہ وہ یہاں آئے گی۔

Mr. Chairman: Next Question No. 79. Prof. Khurshid sahib.

79. ***Senator Prof. Khurshid Armed:** Will the Minister for Environment be pleased to state the details of directions issued by

the Ministry of Environment to the Provincial Government of NWFP to control deforestation in that Province and the mechanism devised to monitor the implementation of the same?

Mr. Hameed Ullah Jan Afridi: Provincial Forest Department of NWFP is responsible for law enforcement to control deforestation. The role of Ministry of Environment is to advise and support the provincial government in enactment of law. On the Ministry's advice, NWFP has taken several steps to control deforestation:

- The enabling, legislation regarding stakeholders' involvement and participations is also in place under NWFP Community Participation Rules, 2004.
- A detail strategy has been prepared for the revision of Forest Management plans according to actual ground conditions.
- Forest Development Fund (FDF) created and necessary provision for the same also exists in the Forest Ordinance, 2002.

Despite ban on Commercial Harvesting imposed by the Federal Cabinet in 1993, deforestation is still going on mainly in the private and communal forests of NWFP. During the ban period, stacks of illegal timber are piled along the roads in Kohistan District of NWFP. NWFP Forest Department is not permitting extraction of this illegal timber is despite political pressure.

Federal Forestry Board (FFB) under the Chairmanship of Federal Minister for Environment regularly considers the issue of deforestation in NWFP and Gilgit Baltistan. Provincial Secretaries and Chief Conservator of Forests being the members of Federal

Forestry Board undertake to control deforestation by all means. Federal Minister for Environment through a letter approached the highest political offices of NWFP for their intervention in controlling deforestation.

Failure to control deforestation are mainly owed to private ownership of forests in NWFP where forest owners and forest dependent communities rely solely on forests for their livelihood in absence of any other source of income. On request of Ministry of Environment a study entitled "Study on the Impacts of Ban in NWFP" was conducted by Swiss Consultants of a Swiss NGO Inter-Cooperation and shall be finalized soon. Major findings of the study are:

I. From 1993-2008, deforestation took place on an area of 107,000 ha.

II. This damage has been recorded with satellite data for whole of NWFP, however, major damage took place in Hazara, Kohistan and Malakand Divisions.

III. 84 % of the illegally cut wood was consumed by local people as firewood. Only 2% of damage has been owed to commercial selling of wood. Remaining 14% damage was done through departmental felling of dead and dry trees.

IV. The study has recommended resumption of forest management by implementing approved working plans.

Ministry of Environment is striving for resuming scientific management of forests which ensures protection, sustainable use and development of forest resources. National Forest Policy also recommends restoration of management plans including harvesting of over stocked forests subject to certain prerequisites like condition of the growing stock, involvement of community, presence of generation plans and availability of finances for regeneration. Currently all development projects being undertaken are required to hold IEE/EIA prior to onset of the project thereby catering for wellbeing of forests.

On the request of Ministry of Environment President's Secretariat advised Government of NWFP(through a letter) to check the illicit cutting of trees/deforestation.

Ministry of Environment also proposed revision of tax structure to Federal Board of Revenue (FBR) for liberalizing import of wood to reduce illicit cutting/deforestation.

Ministry of Environment monitors the forest cover change at 5 year interval using satellite data last assessment was done in 2004 and in 2010, latest information on the state of forests will be available shortly. National Forest Policy, 2010 prescribes a joint monitoring committee having representation of the Forest Department, District Administration, reputable environmental NGO, concerned community and the Federal Government.

Mr. Chairman: Any supplementary question. Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جواب خاصا تفصیل سے ہے، جس کے لیے میں وزیر صاحب کا ممنون ہوں، البتہ جو بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے وہ یہ ہے کہ جو deforestation کا مسئلہ ہے، یہ بڑا ہی گھمبیر مسئلہ ہے اور جو رپورٹ آپ نے دی ہے اس سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ 84% illegally consumed by local people and 14% proportion damage was done through falling of dead and dry trees, یہ سمجھ میں نہیں آرہی، اس لیے کہ deforestation میں natural dead 14% ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی (وفاقی وزیر برائے ماحولیات): شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سب سے پہلے تو پروفیسر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا pertinent question پوچھا ہے جس سے کم از کم ہماری گورنمنٹ کی efforts highlight ہو سکیں گی۔ جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے تو وہ اس honourable House کو پتا ہے کہ forest ایک provincial subject ہے اور وہی اس کو look after کرتے ہیں لیکن on and off ہماری contribution اس میں رہی ہے۔ پہلی دفعہ 2002 میں فیڈرل گورنمنٹ کی intervention سے NWFP کا Forest Ordinance بنا اور 2004 میں پھر فیڈرل گورنمنٹ کی involvement سے Community Participation Rules باقاعدہ constitute ہوئے۔ جناب! 2009 میں ہم نے پہلی دفعہ Federal Forestry Board کو اس issue پر بلایا کہ جو illicit کٹیں گے اس کا issue کیسے resolve کیا جائے گا۔ اس میں تمام صوبوں کی participation ہے۔ انہوں نے specifically جس survey کی بات کی ہے، اس survey کے لیے ہم نے 2008 میں ایک Swiss NGO Inter-Cooperation کو request کی کہ وہ ہمیں assessment کر کے دیں کہ پختونخوا کا جو deforestation والا issue ہے، اس کی actual picture کیا ہے اور اسے کیسے resolve کیا جائے۔ اس کا rough draft تقریباً compile ہو چکا ہے، ابھی مارچ میں complete ہوا ہے اور وہ انشاء اللہ ہمیں اپریل میں present بھی کر دیں گے۔ اس میں ان کی یہ findings ہیں کہ roughly 84% لوگ کیل اور دیار کو اپنی daily livelihood کے لیے کاٹ کر استعمال کر رہے ہیں اور remaining یہ ہے

کہ 1993 میں ایک غلط forest policy ترتیب دے چکے ہیں، اس میں خامیاں ہیں، اس میں کچھ ایسے lacunas ہیں جن کی وجہ سے cutting ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! ۹۰ فیصد جنگلات لوگوں کے ذاتی ہیں۔ دس فیصد حکومت یا جنگلات کی زمین پر ان کی تعداد ہے لیکن ۹۳ء میں اس پر مکمل طور پر ban قرار دینا اور اس کو totally منع کر دینا، اس کے consequences ہمارے سامنے ہیں اور صرف Frontier میں ایک لاکھ سات ہزار hectare of land کی ۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۸ء تک deforestation ہو چکی ہے، total 1.7 million hectare of land جو green cover کی ہے، اس میں سے پوری ایک لاکھ سات ہزار hectare land ہے اور یہ صرف اور صرف provincial consultation, NGOs, stake holders اور علاقے کے لوگوں کے interaction سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس پالیسی میں ایسے lacunas ہیں، جس کی وجہ سے یہ illicit cutting ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے صوبائی سطح پر اور Federal Government سے بھی take up کیا ہے، off and on C.M کو اور concerned Minister کے ساتھ meetings میں اور letter کے through یہ take up کیا ہے۔ صدر صاحب نے جنوری میں خود صوبوں کے گورنروں کو ایک letter لکھا ہے اور جنگلات کی زمین پر جتنی illicit cutting ہوئی ہے، اس کا seriously notice لیا تھا اور باقاعدہ چیف سیکرٹریوں کو بٹھایا تھا کہ وہ اس چیز کو روکنے کے لیے جتنے اقدامات کر سکتے ہیں، وہ ان کے ذریعے اس چیز کو روکیں۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک نیشنل فارسٹ پروگرام دیا ہے۔ Scientific management اور work plan کے مطابق اگر ہم ان چیزوں کو illicitly روک سکتے ہیں تو ان کو روکیں۔ جنگلات بڑھانے کے لیے ہم نے باقاعدہ ایک 2030 کا vision دیا ہوا ہے اور یہ ساری چیزیں منسٹری میں بیٹھ کر نہیں کی ہیں۔ ہر stake holder ہر صوبے اور جتنی related NGOs اور public sector organizations ہیں، ان کی مشاورت اور consultation سے ہم نے کی ہے۔ Conclusion in a nutshell میں آپ کو بتا دوں کہ ہم ڈرافٹ پالیسی ترتیب دے چکے ہیں اور انشاء اللہ دو تین ہفتوں میں ہم وہ ڈرافٹ پالیسی کیبنٹ میں لے کر جا رہے ہیں اور امید کرتے ہیں وہ پالیسی جب ایک مرتبہ approve ہو جائے گی تو اس کے بعد ہمارے major deforestation کے جو مسائل ہیں، وہ نہیں ہوں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! appreciate کرنے والی ایک بات یہ ہے کہ ہمارے green cover میں اضافہ ہوا ہے۔ میں پہلے بھی اس ایوان میں کہہ چکا ہوں اور اس کا credit ہمیں as a Government نہیں جاتا کیونکہ ہم نے green cover سرکاری زمین پر نہیں بڑھایا بلکہ private farming میں بڑھایا ہے، private circle میں کاشتکاروں کو درختوں کی جو facilitation ملی ہے، ان کا livelihood اس سے بہتر ہوا ہے اور مزید ۲۰۱۵ء تک انشاء اللہ 1 million hectare additional ہم نے green cover میں لانا ہے، جس سے یہ issues کافی حد تک resolve ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں محترم اور نہایت ہی قابل وزیر صاحب کا مشکور ہوں۔ انہوں نے لکھا ہوا ہی پڑھ کر سنایا ہے۔ اس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ وفاقی وزیر برائے ماحولیات کی سربراہی میں فیڈرل پالیسی بورڈ بنایا جاتا ہے۔ دوسرے جواب میں کہا ہے کہ Forest Development Fund قائم کیا گیا ہے اور اس فنڈ کی دستیابی فارسٹ آرڈیننس ۲۰۰۲ء کے تحت کی جاتی ہے۔ میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ پختونخواہ میں آپ نے، جب سے آپ وزیر بنے ہیں، آج تک دو سالوں میں کتنا فنڈ دیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب والا! میں نے پڑھ کر تو نہیں سنایا۔ پورے ایوان نے دیکھا ہے کہ میں نے زبانی جواب دیا ہے، لہذا عدیل صاحب کو appreciate کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: I agree with you.

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب! Federal Forestry Board جیسے میں نے کہا provinces کی composition ہے۔ تمام صوبے ہوتے ہیں اور جس آرڈیننس کی بات کی ہے، صوبوں نے وہ fund اپنے لیے generate کیا ہے۔ یہ صوبوں کا کام ہے۔ Sir, secondly ہمارا mega forestation project ہے جس میں ہمارے دور میں موجودہ حکومت نے totally 15 billion کی forestation کی ہے اور جو finances سے provinces کو support دے رہے ہیں، including گلگت بلتستان، AJK and FATA اور اس میں specifically پختونخواہ کا جو پوچھ رہے ہیں، اس میں roughly, if I am not wrong چار ساڑھے چار ارب روپے کی فیڈرل گورنمنٹ سے provinces کو funding ہے۔ ان کو وفاقی حکومت کی یہ چیزیں appreciate کرنی چاہییں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میڈم فوزیہ صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان: میری دعا ہے کہ آفریدی صاحب کی محنتیں رنگ لائیں لیکن فی الحال ہمارے ہاں لکڑی چوری کا حال بہت خراب ہے۔ Millions and billions میں ہو رہی ہے جو انسان اس میں رکاوٹ بنتا ہے، اس کی ٹرانسفر ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی آپ question کیجیے۔ کیا آپ کا کوئی سوال نہیں ہے؟

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان: سوال یہی ہے کہ یہ ذرا اس کا دھیان رکھیں کہ چوری ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! منسٹر صاحب کے لیے میرے دو سوال ہیں۔

جناب چیئرمین: ایک سوال کیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اسی میں دوسرا سوال ہے۔ اتنا لمبا جواب آیا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے۔ سوال کیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اس میں ایک جگہ پر ہے کہ لوگوں نے ایندھن کے طور پر 84% لکڑی جلا دی ہے۔ کیا Environment Ministry کے لیے provinces کے ساتھ کیونکہ ہمارے صوبے پختونخواہ میں سب سے زیادہ، ہزارہ، مالاکنڈ۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال کر لیجیے۔ ابھی بہت سے سوالات باقی ہیں۔ زاہد صاحب! quickly سوال کر لیجیے، I request you.

سینیٹر محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب! آپ مجھے question کرنے دیں جب آپ بولیں گے تو پھر question ہو گا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: جی، پلیز۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں کی اپنی زمین، جس پر سے ایندھن کے لیے لکڑی جلائی جا رہی ہے، فیڈرل گورنمنٹ یا Environment Ministry صوبوں کی کوئی مدد کر رہی ہے کہ وہ لوگوں کو یا تو گیس سپلائی کرے جس سے کٹائی کم ہو جائے یا وہاں کے لوگ

لکڑی چوری کر کے اپنے جنگل کو کاٹتے ہیں، اس لیے کہ ان کے لیے روزگار نہیں ہیں، اس کے لیے کوئی طریقہ کار آپ کے پاس ہے۔ کیا آپ اس کے لیے صوبوں کے ساتھ مل کر کوئی کام کر رہے ہیں؟ یہ بتا دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب، it is a good question?

Mr. Hameed Ullah Jan Afridi: Thank you very much Mr. Chairman.

سب سے پہلے تو جو figures 84% and 4% quote ہو رہے ہیں، یہ جیسے میں نے بتایا کہ ایک NGO کی funding ہے۔ میں as a Government اس کو own نہیں کرتا ہوں لیکن انہوں نے good will میں ایک study کر کے ہمیں دی۔ اس لیے وہ میں House کے سامنے لانا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: ایندھن کی بات کریں۔ منسٹر صاحب ان کا سوال ایندھن کے بارے میں ہے۔ جو لوگ چوری سے لکڑی کاٹ کر ایندھن کے لیے استعمال کر رہے ہیں، environment میں pollution----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! I request you ایندھن سے جو pollution ہو رہی ہے۔ اس کے بارے میں، اس area میں supply of gas ہے، اس کا سوال انہوں نے کیا ہے۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب! معزز رکن ہمارے بڑے سینیئر رکن ہیں۔ اب SNGPL سے پوچھیں گے کہ وہ وہاں پائپ لے کر جا رہے ہیں یا نہیں۔ جہاں تک میری حدود ہیں اور میری وزارت کا تعلق ہے---

جناب چیئرمین: آپ pollution کی بات کیجیے۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: ادھر alternate fuel ہونا چاہیے اور ہم نے recommend بھی کیا ہے کہ ان علاقوں میں ہونا چاہیے تاکہ یہ illicit cutting بند ہو۔

جناب چیئرمین: Next question ہارون صاحب last question ہے۔

سینیٹر ہارون خان: مجھے منسٹر صاحب کے جواب سے idea ہوا ہے کہ اگر 90% forest privately owned ہیں اور پاکستان میں جنگل کے جنگل صاف ہو رہے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق منسٹری کی اجازت کے بغیر یہ کاٹ نہیں سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اجازت ملنے کے انتظار میں ہیں، جو شریف لوگ ہیں، ان کا روزگار بھی بند ہے اور جو لوگ اجازت کے بغیر کاٹ رہے ہیں، وہ جنگل کے جنگل صاف کیے جا رہے ہیں۔ یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے، Minister sahib should be aware of all this.

جناب چیئرمین: جی۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: آپ کی وساطت سے ایک چیز میں معزز رکن کے notice میں لے آؤں، یہ اجازت دینا Environment Ministry کا کام نہیں ہے، نہ ہی وہ یہ اجازت دیتی ہے، نہ ہی ہم اس انتظار میں ہیں کہ کوئی ہم سے اجازت لینے آئے۔ میں نے بڑی clearly پہلی دو lines mention کی ہوئی ہیں کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور اجازت دینا یا نہ دینا صوبوں کا کام ہے۔ عبوری حکومت نے چھ ملین کیوبک فٹ لکڑی کی اجازت دی اور کابینہ نے اجازت دی، جو نادرن ایریاز میں کٹی ہوئی لکڑی پڑی ہوئی تھی کہ آپ اسے اٹھا کر لے جائیں اور اس پر nominal fine لگایا۔ سات، ساڑھے سات سو روپے، جو مارکیٹ میں ساڑھے تین، چار ہزار روپے کی foot لکڑی ملتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ Environment Ministry کی غلطی ہے۔ یہ ہمارا domain بالکل نہیں ہے۔ ہم اس چیز کو discourage کرتے ہیں اور ہم off and on صوبوں کو بھی اس کام سے منع کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ۔ جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! پہلے تو میں وزیر صاحب کی تعریف کرنا چاہوں گا۔ میں اس میں بخل نہیں کرتا۔ انہوں نے بڑی تفصیل، خوش اسلوبی اور تیاری کے ساتھ جواب دیا۔ فاٹا کے ہمارے منسٹر اس طرح تیاری کر کے آتے ہیں۔ اس لیے میں تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا حالیہ جنگ یا آپریشن میں فاٹا کے جنگلات کو کوئی نقصان پہنچا ہے؟ اگر پہنچا ہے تو حکومت نے اس کی تلافی کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: مالاکنڈ ڈویژن کا ابھی جو ایک issue گزرا ہے، اس میں ہم نے پھر خود initiative لے کر، ہمارا Pakistan Forest Institute ہے اور ہمارا GIS system اب develop ہو چکا ہے۔ اچھی بات جو ہمیں ابھی پتا چلی ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کا جو forest ہے، اس میں لگ بھگ 2% deforestation ہوئی ہے۔ ہم اس کا بہت زیادہ نقصان expect کر رہے تھے لیکن شکر الحمد للہ ایسا نہیں ہے کہ وہاں سے پورے کے پورے logs غائب ہوں۔ لہٰذا اس کا ہم کر رہے ہیں اور ساتھ ہی afforestation کے different projects چل رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہر province کو ہے، فاٹا کو بھی ہے تو اس کا ہو گا۔ جناب چیئرمین! انشاء اللہ جونہی لوگوں میں ان چیزوں کے بارے میں شعور پیدا ہو گا، اس کے بعد یہ چیزیں خود بخود control میں آ جائیں گی۔ ویسے اس کو control کرنا federal ministry کے domain میں نہیں ہے۔ ایک معزز ممبر نے کہا کہ اگر اس کی چوکیداری کریں کہ یہ نہ کٹیں تو مجھے Environment Ministry میں forest کے چوکیدار دے دیں تو تمام جنگلات میں لگا دیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next question۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

80. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the Minister for Environment be pleased to state the amount spent by the National Council for Protection of Wildlife for protection, breeding and preservation of wildlife in the country by the Government?

Mr. Hameed Ullah Jan Afridi: National Council for Conservation of Wildlife (NCCW) is an advisory body, chaired by Federal Minister for Environment. The members of NCCW include Federal Ministries of Foreign Affairs, Defense, Commerce, Food & Agriculture and representatives of all the Provincial/Territorial Governments and other stakeholders. The NCCW is not mandated to implement on ground activities related to protection, breeding and preservation of Wildlife.

Wildlife Management and Conservation in Pakistan, is a provincial subject. The provincial Wildlife Departments are responsible to conserve, protect and manage their wildlife resources inline with provincial wildlife laws/ordinance.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! میں نے question کیا تھا اور انہوں نے اس کے جواب میں چھ، سات ministries ڈال دی ہیں۔ منسٹر صاحب کو ان ministries کا ذکر کرنے کی بجائے میرے سوال کا خود جواب دینا چاہیے تھا۔ باقیوں کو انہوں نے detail سے جواب دیے ہیں لیکن اس میں چھ، سات ministries اکٹھی کر دی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب، آپ نے تمام منسٹریاں ڈال دی ہیں۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: اگر repeat کر دیں۔

جناب چیئرمین: تب ہی میں کہتا ہوں کہ جب دو پٹھان بیٹھ جاتے ہیں تو آپس ہی میں گفت و شنید ہوتی ہے، یہاں تو تین بلکہ چار بیٹھے ہیں۔ ذرا repeat کر لیجیے گا۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب! معزز ممبر کچھ بات کر رہے تھے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے ملک میں جنگلی حیات کے تحفظ، نسل کشی اور بقا کے لیے قومی کونسل برائے تحفظ جنگلی حیات کے ذریعے کتنی رقم خرچ کی ہے؟

جناب چیئرمین: جی جواب دیجیے۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب چیئرمین! اس میں تو میں نے کوشش کی ہے کہ بتاؤں اور اس میں NCCW تو بالکل کچھ نہیں لگایا گیا۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جی۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جی NCCW کا خرچہ بالکل نہیں ہے، وہ کوئی رقم نہیں لگاتا، زیرو رقم ہے۔

جناب چیئرمین: جی. thank you خورشید شاہ صاحب، آپ کا question لے لیتے ہیں۔ عبد الخالق پیرزادہ صاحب۔

76. ***Senator Dr. Abdul Khaliq Pirzada:** Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state:

(a) the names of countries with which the Government has signed agreements for the export of manpower during the last two years; and

(b) the number of persons sent abroad for employment by the Government during the said period?

Syed Khurshid Ahmed Shah: (a) An MoU for cooperation in the field of employment was signed with Libya on 2nd May, 2009. An MoU was also signed with Republic of Korea on sending of workers under the Employment Permit System on 26th June, 2008. Further an additional protocol concerning the organization of Pakistani manpower employment in State of Qatar was signed with said state on 4th May, 2008.

(b) During the last two years (2008−09), 833,842 Pakistani workers were provided employment abroad through Overseas Employment Corporation or by private sector.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب! اس کے دو حصے تھے، پہلے حصے کا منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ لیبیا، کوریا اور قطر وغیرہ جیسے ملکوں سے ان کے معاہدات ہوئے ہیں لیکن سوال کا دوسرا حصہ تھا کہ اس دوران حکومت نے بیرون ملک ملازمت کے لیے کتنے افراد بھیجے ہیں؟ یہ بہت اہم تھا لیکن اس میں اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی شاہ صاحب دیتے ہیں۔ جی شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ (وفاقی وزیر برائے افرادی قوت و سمندر پار پاکستانی): جواب تو موجود ہے۔ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار آٹھ سو بیالیس دو سال میں گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ .Thank you جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جن تین ممالک سے 2008-09 میں MOUs sign کیے ہیں، وہاں کتنے افراد گئے ہیں؟

سید خورشید احمد شاہ: ذرا repeat کر دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے کہا ہے کہ آپ نے 2008-09 میں جن تین ممالک سے MOUs sign کیے ہیں، ان MOUs کے نتیجے میں کتنے افراد گئے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ آپ نے آٹھ لاکھ تینتیس ہزار افراد بھیجے ہیں، اگر دو سال میں گئے ہیں پھر بھی بہت زیادہ ہیں لیکن آپ بتا سکیں گے کہ Overseas Employment Corporation نے کتنے بھیجے ہیں اور private sector نے کتنے بھیجے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے figures الگ الگ ہیں۔

سید خورشید احمد شاہ: دو سال میں قطر کے لیے، چودہ ہزار سات سو تراسی، کوریا کے لیے دو ہزار سات سو تینتالیس اور لبیا کے لیے دو ہزار چھ سو اٹھارہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صفدر عباسی۔

سید خورشید احمد شاہ: میں ان کو جواب دے لوں۔ جہاں تک OEC کا تعلق ہے، میں یہ کہوں گا کہ %2 کے قریب OEC کے ہیں اور %98 private sector کے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتاؤں کہ 2000-08 میں total دو لاکھ اسی ہزار باہر گئے تھے اور 2008-09 میں چار لاکھ کی تعداد ہے۔ جیسا کہ دنیا میں recession ہوا، ہمارے لیے ایک problem آ گیا اور اس سال تیس ہزار کم گئے ہیں مگر میں ایک چیز بتاؤں کہ 2008-09 میں UAE میں ہمارے دو لاکھ کے قریب لوگ گئے تھے۔ اس سال 2009-10 میں ایک لاکھ تینتیس ہزار لوگ UAE گئے اور تقریباً ستر ہزار کم لوگ گئے۔ 2008-09 میں سعودی عرب میں ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب گئے اور اس سال دو لاکھ اٹھارہ ہزار لوگ گئے ہیں۔ ایک طرف کم ہوئے ہیں اور دوسری طرف بڑھے ہیں۔ اس سال OEC کی طرف سے تقریباً سولہ سو کے قریب ڈاکٹر سعودی عرب اور عمان گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور سوچتا بھی ہوں کہ

ہمارا brain drain نہ ہو لیکن اب بھی UAE اور سعودی عرب سے بہت demand ہے۔ کم از کم ایک ہزار ڈاکٹروں کی سعودی عرب کے لیے اور demand ہے۔ اس وقت ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے دوسرے corridors بھی open کریں اور ہم نے لیبیا کے لیے بھی کوشش کی ہے۔ اب بڑی تیزی سے private sector کے ذریعے لوگ جا رہے ہیں، ہم خود بھی بھیج رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے Ministry of Labour کی طرف سے بھی کوشش کی ہے کیونکہ ہماری technical labour کم ہوتی جا رہی ہے۔ میری نظر میں آئندہ ایک سال میں سعودی عرب میں کم از کم آٹھ سے نو لاکھ لوگوں کی demand ہو گی تو اس کے لیے ان کو technical labour چاہیے۔ ماضی میں اس طرف کبھی بھی توجہ نہیں دی گئی مگر اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہر سال حکومت کی طرف سے کم از کم تیس، چالیس ہزار بچوں کو technical education دے کر باہر بھیج سکیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب، آپ نے سوال کرنا تھا؟

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! سوال نمبر 76 ہے؟

جناب چیئرمین: جی 76 ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں شاہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ ہم نے لیبیا، کوریا کے ساتھ ایک ایک MOU اور ایک protocol قطر کے ساتھ sign کیا ہے۔ نیچے انہوں نے بتایا ہے کہ private sector کو ملا کر تقریباً آٹھ لاکھ پاکستانی باہر گئے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو دو MOUs اور ایک protocol sign کیا ہے، اس کے تحت انہوں نے کتنے لوگ باہر بھیجے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: میں نے بتایا ہے کہ total بیس ہزار ایک سو چوالیس ان تینوں کے تحت بھیجے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ولی محمد بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: میں جناب معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا کوئی صوبہ وار حساب ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو بتایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: صوبہ وار تو نہیں ہے۔ اگر یہ کہیں گے تو وہ بھی provide کر دیں گے مگر یہ ہے کہ میں ان کو country wise دے سکتا ہوں۔ اگر آپ کو country wise چاہیے کہ کتنے انجینیئر، ڈاکٹر، پلمبر، ٹیکنیشن گئے ہیں یعنی کتنے ڈاکٹر، کتنے انجینیئر، کتنے ٹیکنیشن اور کتنی general labour گئی ہے تو تقریباً ایک لاکھ بیاسی ہزار کے قریب گئی ہے۔ Engineers, plumbers, overseers, electricians, dentors, tailors کی figure بھی دے سکتا ہوں۔

Mr. Chairman: Question No. 74

74. ***Senator Maulana Muhammad Saleh Shah:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state the details of facilities and privileges admissible to the ex-parliamentarians?

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: The ex-Parliamentarians are not entitled to any facility and privilege. However, a Bill to provide certain facilities/privileges to the ex-Parliamentarians was passed by the Senate on 11th January, 2010. The said Bill is under consideration by the National Assembly.

Mr. Chairman: Any supplementary?

مہرین راجا صاحبہ آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: محترم وزیر صاحبہ سے سوال ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ ex-parliamentarians کے لیے اور تو مراعات نہیں ہیں لیکن استحقاق کے لیے سینیٹ نے جو Bill pass کیا تھا، اس سلسلے میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی میں زیر غور ہے۔ وزیر صاحبہ بتا سکتی ہیں کہ وہ کس position میں ہے؟ کتنا کام ہوا ہے اور وہ کب تک pass ہو گا؟ کیونکہ ہمارے ex-parliamentarians اس بارے میں ہم سے پوچھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے اچھا سوال کیا ہے۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ مہرین انور راجا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! شکریہ۔ معزز ممبر کا بڑا اچھا سوال ہے لیکن اس سے related نہیں ہے۔ اگر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ Bill کس position میں ہے تو انشاء اللہ ہم اسی session میں وہ Bill table کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ابھی تک table نہیں ہوا؟

محترمہ مہرین انور راجا: ابھی تک table نہیں ہوا، اس session میں table کر دیں گے لیکن جو سوال تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: جلد کر دیجیے کیونکہ آپ کا session تو کافی دنوں سے چل رہا ہے۔

محترمہ مہرین انور راجا: جو سوال تھا اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی مراعات نہیں ملتیں اور انشاء اللہ Bill table کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: Bill table کر دیں گے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جواب ہے اور اس میں آپ نے لکھا ہے کہ ابھی قومی اسمبلی میں زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے فرمایا ہے کہ ابھی زیر غور ہے اور جلد ہی پیش کر دیں گے۔ جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری (قائدایوان): جو میرے علم میں ہے وہ یہ ہے کہ probably ایک problem یہ آرہی ہے کہ اس میں financial implications ہیں تو they are examining it whether it is Finance Bill or money bill. اس کو دیکھنا ہے۔ اس کو we are certainly asking the Minister of State for Parliamentary Affairs also to examine and table it in the House.

جناب چیئرمین: اس میں I don't think there were any finances involved. جی شاہ صاحب۔ بلور صاحب، زاہد صاحب! ایک منٹ شاہ صاحب جواب دے رہے ہیں۔ جی۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: جناب والا! یہ بات نہیں ہے I don't agree with the honourable member but this was the thing which was being considered in the National Assembly. Certainly whatever the members say کہ اس میں financial implications نہیں ہیں تو اس میں میڈیکل کی سہولیات کی کوئی بات تھی certainly we asked the honourable Minister کہ اس کو جلدی expedite کریں اور اس کو examine کرکے پیش کریں تاکہ جو سابقہ پارلیمنٹیرینز ہیں ان کو یہ سہولیات مل سکیں certainly we support that.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحبہ اس کو ذرا دیکھ لیں کیوں کہ all the Parliamentarians are concerned جتنی جلدی ہوسکے قومی اسمبلی میں اس کو پیش کردیجئیے گا۔

محترمہ مہرین انور راجا: جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے انشاء اللہ اس کو بہت جلد take up بھی کرلیں گے اور یہ under consideration بھی ہے اور یہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی طلحہ صاحب! اس کے حوالے سے کوئی سوال ہے۔ جی۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ already commitment ہوئی تھی اور پچھلے کوئی دو تین سال Assurance Committee میں یہ کیس چلتا رہا ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ ابھی فائل وزیراعظم صاحب کے پاس جا رہی ہے اور معاملات یہی ہیں کہ Ex-Senators or MNAs کو VIP Lounge استعمال کرنے کی اجازت دی جائے یا وہ ریلوے میں سفر کرتے ہیں تو ان کو privilege دی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بائیس گریڈ کا افسر جب ریٹائر ہوتا ہے، اس کو تو اجازت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی سینیٹ یا قومی اسمبلی سے ریٹائر ہوتا ہے تو اس کو بالکل neglect کیا جاتا ہے اس سے کوئی اچھا message نہیں جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ فائل ڈھونڈی جائے کہ وہ فائل اس وقت کہاں پر ہے اور اس فائل میں commitment ہوئی ہے ایوان کے اندر۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی بات یہ ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ یہ پارلیمنٹیرینز کا معاملہ ہے انشاء اللہ امید ہے یہ جلد دیکھ لیں گی Next question. Begum Najma Hameed Sahiba.

81. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the−Minister for Education be pleased to state the steps being taken by the Government to increase literacy rate in the country?

Sardar Aseff Ahmed Ali: The Government has taken the following steps to increase literacy rate in the country:

(i) National Commission for Human Development (NCHD) was declared by this Ministry as the lead agency for literacy at national level. NCHD has planned to literate two million adults, by opening 82,500 Adult Literacy Centres in three years (2009−2012) in order to increase the literacy rate. NCHD has planned to establish 20000 literacy centres through out the country in the first year i.e. 2009−10.

(ii) Prime Minister of Pakistan has announced 2010 as Literacy Year. Activities plan to celebrate the Year 2010, as Literacy Year is being developed jointly by NCHD, Ministry of Education and UNESCO;

(iii) Ministry of Education in consultation with UN has prepared one UN Programme with adult literacy as one of the main thrust areas for implementation during 2010 and 2011. Number of activities for the promotion of literacy are being finalized for effective implementation under this programme;

(iv) 5 year (2010−15) Provincial and National Action Plans for Literacy are being prepared in collaboration with UNESCO and NCHD which will be launched soon;

(v) Supplementary reading material and literacy charts on functional literacy have been developed and are being disseminated to literacy centres;

(vi) Literacy Assessment Survey is being conducted to assess the achievement and standards of literacy learners so as to improve the quality of literacy programmes in the light of survey results.

(vii) 13603 Basic Education Community (BEC) Schools have been opened by National Education Foundation (NEF) for out of school children of the age group of the 5–14 throughout the country. The enrolment of these schools is more than 300, 000.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: ویسے تو وزیر صاحب موجود نہیں ہیں لیکن انہوں نے بتایا ہے------

جناب چیئرمین: وزیر مملکت موجود ہیں۔ ابھی پہلے بھی آپ کے سوال کا جواب دیا ہے۔

سینیٹر بیگم نجمد حمید: انہوں نے کہا ہے کہ بیس ہزار اسکول بنانے ہیں اور تعلیم بالغاں کے سینٹر بھی بنانے کا کہا ہے۔ یہ NCHD کے ذریعے بنا رہے ہیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ یہ اسکول اور تعلیم بالغاں کے سینٹر کس کس جگہ پر شروع کیے ہیں۔ انہوں نے 2009–10 کی رپورٹ دینی تھی جو انہوں نے نہیں دی۔ انہوں نے صرف اس کا ذکر کیا ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس کس جگہ پر بنائے گئے ہیں اور کس کس جگہ آئندہ بنانے کا ارادہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: میڈم جن اسکولوں کی بات کر رہی ہیں وہ Basic Community Schools ہیں جو informal قسم کے اسکول ہوتے ہیں اور یہ جو بیس ہزار اسکول ہیں یہ اس کے تحت مختلف سالوں میں کھولے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل تو میرے پاس اس وقت نہیں ہے لیکن پورے ملک میں province–wise میرے پاس فہرست موجود ہے۔ جو NCHD کے اسکول کھولے گئے ، لٹریسی اسکول کھولے گئے ہیں ان کی فہرست میں مہیا کرسکتا ہوں وہ میرے پاس موجود ہے لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ جو NCHD کے تحت اسکول کھولے گئے ہیں تو میں یہ گزارش کروں کہ

جتنے اسکول کھولے جا رہے ہیں تین سال کے اندر، یہ NCHD کے سکولوں کی بات ہے، یہ جو بیس ہزار کمیونٹی اسکول ہیں یہ مختلف اضلاع میں مختلف اوقات میں کھولے گئے ہیں۔ یہ کوئی ایک جگہ کی فہرست نہیں ہے۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں کہ ہر ضلع کی علیحدہ تفصیل دیں تو اس کے لئے نیا سوال دے دیں، اس کا مکمل جواب دے دیں گے۔ جہاں تک صوبائی اعداد و شمار کا تعلق ہے تو وہ میرے پاس موجود ہیں وہ میں دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ ریحانہ یحییٰ صاحبہ۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ : جناب چیئرمین! اس کے جواب کے portion No.3 میں ہے number of activities for promotion of literacy that have been finalized. Whether the activities جو ہم UN سے کر رہے ہیں، نمبر چار میں Provincial and National Action Plans for Literacy کے لئے کیا پروگرام ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ What is the plan? پوچھ رہی ہیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: پہلے یہاں پر یہ رہا ہے کہ جتنے USAID کے تحت آتے رہے ہیں، UNESCO کے تحت آتے رہے ہیں یا UNICEF کے تحت آتے رہے ہیں ان کو حکومت پاکستان نے ان اداروں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام میں شامل کردیا ہے اور اس کا نام One UN Programme رکھا ہے۔ اس پروگرام کے تحت جو پلان بن رہا ہے وہ ابھی تک مکمل نہیں ہے۔ جونہی وہ بنے گا تو وہ اوپن ہو جائے گا اور اس کے تحت aid through NGOs جتنی آ رہی تھی وہ براہ راست دیتے ہیں وہ حکومت پاکستان کے ذریعے نہیں دیتے، اس پلان کو اس وقت اوپن کیا جائے گا اور اس کے تحت حکومت پاکستان نے کوشش کی ہے کہ یو این او کے تحت جتنے ادارے کام کریں ان کو ایک بینر تلے لایا جائے اور سارے سسٹم کو streamline کیا جائے جو لٹریسی پروگرام کے تحت ہے تا کہ پوری طرح سے استعمال ہو سکے اور لوگوں کو پتا چل سکے کہ ملک میں کتنا کام ہوا ہے اور اس کا ہمیں کہاں کہاں فائدہ پہنچا ہے۔

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین! will the Minister tell us کہ یہ جو programme consolidate کرنے کی بات کر رہے ہیں what was the allocation in the PSDP for this current year and after having 421 to 300 billion slash recently. What is the impact on his budget for this purpose?

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: بجٹ کے بارے میں تو میں بیان نہیں کرسکتا کیوں کہ میرے پاس تفصیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ سوال تو یہ کیا گیا تھا کہ کس طریقے سے اور کون سے steps illiteracy کو eradicate کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر ڈار صاحب دوسرا سوال دے دیں تو ہم انشاء اللہ اس کا تفصیلی جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ آخری سوال مسز فرح عاقل صاحبہ۔ جی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! آپ اس پر رولنگ تو دیں۔ سارے وزیر ہیں ان کو پتا ہوتا ہے اور آپ ساری متعلقہ چیزیں لے کر آتے ہیں کہ کیا آپ کا budget allocated ہے activities کے لئے۔

جناب چیئرمین: جی فرح عاقل صاحبہ۔ Let’s also give a chance to others. Let everybody have a chance. حاجی صاحب! آپ سب کو chance دینا چاہیے۔ جی فرمائیے۔

سینیٹر فرح عاقل: سات نمبر پر لکھا ہوا ہے 13603 Basic Education Community schools. یہ بہت اچھی بات ہے مگر یہاں تھوڑا عرصہ پہلے بھی ایجوکیشن کی بات ہوئی تھی تو میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی کہ اس طرح کے اسکول بنے ہوئے تو ہیں مگر وہ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ زیادہ تر تو ایسے ہی ہیں وہ چل ہی نہیں رہے، ان کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے تو یہ کیا بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ صرف paper work ہی نظر آتا ہے اصل میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! جواب دے دیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! جن اسکولوں کی یہ بات کر رہی ہیں وہ ایک مخصوص وقت کے لئے مخصوص علاقے میں بنائے جاتے ہیں اور جب ان کا پیریڈ ختم ہو جاتا ہے تو وہ دوبارہ اسی صورت میں re-start کیے جاسکتے ہیں جب ان کے لئے funding مہیا ہو جائے۔ جب فنڈ مہیا نہ ہوں تو پھر وہ دوبارہ شروع نہیں ہوتے لیکن جو ابتدائی کام پراجیکٹ کے تحت ان کے ذمے لگایا جاتا

ہے وہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر ضروری سمجھتے ہیں کہ وہاں پر اور کام چاہیے تو ان کو حکومت کے فنڈ پر لے آتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو حکومت فنڈ مہیا کرے اور ان کو چلایا جائے۔ اگر حکومت فنڈ مہیا نہیں کر سکتی تو وہ اپنا وقت پورا کرنے کے بعد بند ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بلور صاحب! مہربانی کریں۔ جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! اس حوالے سے دو تین چیزیں سامنے آ رہی ہیں کہ اتنے اسکول کھولے گئے۔ آپ نے پہلے NCHD کھولا، پھر اس کو آپ نے بند کر دیا۔ کہیں آپ پندرہ دن کے لئے اسکول کھولتے ہیں، کہیں بیس دن کے لئے کھولتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا system ہے کہ ان کو assist کیا جائے اور یہ جو اس ملک کے اربوں روپے اس طرح بے دریغ خرچ کر رہے ہیں تو اس پڑھائی کا اور ان اسکولوں کا عوام کو بھی کوئی فائدہ ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں یہ کیا فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: محترم سینیٹر صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ informal schools ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ جہالت کو ختم کیا جائے، illiteracy کو ختم کیا جائے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ literacy کا انہوں نے ایک معیار مقرر کر دیا ہے کہ ہر پاکستانی بالغ یا left over بچہ جو اسکول نہیں جاسکتا، 5 سے 14 سال کی عمر میں اسکول نہیں گیا، اس کو اس قابل کر دیا جائے کہ وہ اپنا نام لکھ سکے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کیا کہ اخبار کا piece پڑھ لے، خط لکھ لے، اگر کوئی passage اس کو دیا جائے تو اس کو وہ سمجھ سکے، لکھا ہوا کوئی board سمجھ سکے، یہ ساری چیزیں literacy کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس میں ان کو کوئی degree تو ملتی نہیں ہے کہ وہ پرائمری کر لیں تو پرائمری کا certificate مل جائے گا، یا مڈل، میٹرک کا certificate مل جائے گا۔ یہ informal schools ہیں اور یہ جتنا پیسا آرہا ہے، سارا باہر سے فنڈ آیا ہے اور انہوں نے اپنے plan بنائے ہوئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا جیسا کہ USAID ہے، ان کا ایک پروگرام Ed-Link ہے، دوسرا Pre-STEP پروگرام ہے، ہم نے ان کو کہا ہے کہ آپ مہربانی کر کے ان کو ایک line پر لے آئیں اور جتنے UN کے پروگرام ہیں ان کو streamline کریں تاکہ پتا چل

سکے کہ ان کی development کیا ہے۔ اس میں Government of Pakistan کا اتنا زیادہ role نہیں ہے، we are just cooperators.

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Syed Tahir Hussain Mashhadi.

82. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** Will the Minister for Education be pleased to state the names of the countries which awarded scholarships to Pakistani students for higher education during the years 2008 and 2009?

Sardar Aseff Ahmed Ali: The names of the countries which awarded scholarships to Pakistani students for higher education during the year 2008 and 2009 are as under:

2008	2009
USA	Brunei Darussalam
UK	Turkey
	Morocco
	Thailand
	USA
	UK

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, these developed countries are very generous in offering scholarships. I would like to ask the honourable Minister of State for Education, why only two countries in 2008 and six countries in 2009 gave scholarships for Pakistani students. What efforts has the Ministry of Education made to get these scholarships from these developed countries for our students for higher education and how many students have been sent and how many students would they like to send, how many are they going to approach or are they

going to make higher education more available to the poorer students of Pakistan?

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب! multiple questions ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ جواب دے سکیں گے۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! میں یہاں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی scholarships آتے ہیں، یہ آپ کی struggle سے نہیں آتے۔ دنیا کو educate کرنے کے لیے، ترقی یافتہ ممالک جو پروگرام چلاتے ہیں، وہ ہمیں offer کرتے ہیں اور ہم وہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنی شرائط بھی ساتھ دیتے ہیں کہ آپ اس معیار پر اس کو لے کر آئیں گے تو پھر آپ کے scholars ہم accept کریں گے۔ اس میں حکومت کی coordination تو ہوتی ہے لیکن وہ اپنی شرائط ساتھ لے کر آتے ہیں۔ وہ اپنا طریقہ کار ساتھ لے کر آتے ہیں۔ ہماری HEC کو بھی اتنا اختیار نہیں ہے کہ وہ یہاں اپنے طور پر ان کو process کرکے ان کو feed کرے۔ ان کے board یہاں آتے ہیں، ان کے members یہاں آتے ہیں جو ان کے ساتھ بیٹھ کر students کو assess کرتے ہیں، ان کے merit کا تعین کرتے ہیں۔ پھر اس donor ملک میں یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ کون سا scholar accept کیا جائے اور کون سا accept نہ کیا جائے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب! آپ کا تو سوال نہیں تھا۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جی منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ There is no free lunch, you have to work, ہوتا ہے۔ without a struggle you have to go and get these things for your students if you want to improve the standard of education in Pakistan.

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! اس میں شک نہیں کہ ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ کوشش کرے اور ہم بھی کوشش کرتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے students کو بھیجیں اور زیادہ سے زیادہ تعلیم ان کو دلائیں اور ہم مختلف ممالک کے ساتھ رابطے بھی کرتے ہیں۔ ایسی بات نہیں

ہے کہ ہم چپ کر کے بیٹھے رہتے ہیں لیکن ہم کوشش کرتے ہیں، اس کوشش کے نتیجے میں یہ سارا result آتا ہے۔

Mr. Chairman: Bilour sahib, please don’t be a lawyer of Mr. Mashhadi.

ان کی وکالت آپ نہ کریں، وہ خود اچھی طرح بول سکتے ہیں۔ جی خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب چیئرمین! وزارتِ تعلیم کی طرف سے آج جو جوابات ملے ہیں، بے حد خوشی ہوئی ہے۔ چار سال میں ہم اتنے مطمئن نہیں ہوئے، آج مطمئن ہوئے ہیں، الحمدللہ۔ بڑے بہترین جوابات تھے اور زندگی کے یادگار جوابات تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے طلبا کو بھیجا گیا، کن کن ممالک میں بھیجا گیا، کون کون سے subjects کے لیے ان کو بھیجا گیا اور ان طلبا کا تعلق کن کن صوبوں سے ہے، کن کن اضلاع سے ہے؟ تفصیلات بتائی جائیں۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہ جتنے students بھیجے گئے ہیں، ان کا سارا record موجود ہے۔ جو scholarships ہمیں مختلف ممالک سے ملے ہیں، ان کی تعداد 200 کے قریب ہے۔ جو scholarships ہم نے avail کیے ہیں، وہ 168 ہیں۔ United States نے 2008 میں ہمیں 170 scholarships دیے تھے، جس میں سے 159 availed ہیں۔ 2009 میں امریکہ نے ہمیں 150 scholarships دیے، جس میں سے 142 scholarships avail ہوئے۔ United Kingdom کی طرف سے 2008 میں ہمیں جو Commonwealth Scholarships for Ph.D. and post doctorate studies ملے ہیں وہ 30 ہیں اور 30 ہی nominate کیے ہیں HEC نے، جن میں سے صرف 7 avail ہو سکے۔ 2009 میں 30 scholarships offer کیے گئے اور 30 ہی nominate کیے گئے لیکن یہ ابھی تک under process ہیں اور final نہیں ہوئے۔ اس بارے میں ہمیں حکومتِ برطانیہ بتائے گی کہ یہ scholarships اس نے accept کیے ہیں تو اس کے بعد ہم اس کی detail دے سکیں گے۔ جہاں تک برونائی دارلسلام کا تعلق ہے، 2009 میں 2 scholarships ملے۔ ہم نے 15 بھیجے ہیں لیکن وہ بھی ابھی تک under process ہیں اور جب وہ final کر لیں گے تو ہمیں بھیجیں گے۔ اسی طرح ترکی کا معاملہ ہے۔ 2008 میں کوئی scholarship نہیں ملا۔ 2009 میں ہمیں 13 scholarships ملے

ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے 153 applications forward کیں، ان میں سے صرف 17 کو انہوں نے accept کیا۔ اسی طرح Morocco کی طرف سے 2009 میں ہمیں 10 scholarships ملیں۔ ہم نے 19 ان کو suggest کیے ہیں جن میں سے 9 کو avail کیا گیا ہے۔ اسی طرح تھائی لینڈ ہے، انہوں نے ہمیں 66 scholarships کی offer کی۔ اس کے against ہم نے 194 کے نام بھجوائے لیکن یہ معاملہ بھی ابھی تک under process ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب! اس میں province-wise تفصیل میں نے پوچھی، district-wise تفصیل پوچھی، subjects پوچھے، ہمیں to the point جواب دیا جائے۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب! اس تفصیل کے لیے fresh question اگر معزز رکن دے دیں تو انشاءاللہ یہ بھی مہیا کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی آخری سوال۔ حاجی لشکری رئیسانی صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جی جواب مل گیا ہے مجھے۔

جناب چیئرمین: جی بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! وزیر صاحب سے میرا ایک بہت اہم سوال ہے۔ ہماری اطلاع یہ ہے کہ مختلف teachers کو بلوچستان یونیورسٹی، خضدار انجینیئرنگ کالج، مختلف جگہوں سے teachers آتے ہیں، ان کو Ph.D. کی scholarship ملتی ہے، جہاں 20 سے 25 لاکھ روپے ان پر خرچ کیے جاتے ہیں، اس کے بعد آ کر وہ بلوچستان کی بجائے اپنے home provinces میں جاتے ہیں۔ اس قسم کے معاملات ہو رہے ہیں، کیا وزیرِ موصوف اس کی تحقیقات کریں گے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی، تحقیقات کر لیجیے جو بات کی ہے بزنجو صاحب نے۔

جناب غلام فرید کاٹھیا: جناب چیئرمین! یہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ امکان تو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ جب بھی کسی scholar کو ہم باہر بھیجتے ہیں تو ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ وہیں رہ جائیں اور وہیں نوکری کریں۔ ایک بات میں سینیٹر صاحب کی خدمت میں عرض کر دوں کہ ایک bond لیا جاتا ہے ان سے جن کو بھیجا جاتا ہے کہ انہیں یہاں آ کر کم از کم پانچ سال تک work کرنا پڑے گا۔ جہاں تک صوبوں کا مسئلہ ہے، اس کی detail کے بارے میں، میں نہیں بتا سکتا کہ آیا جس صوبے سے

ایک شخص جاتا ہے، اسی صوبے میں آکر وہ ملازمت کرے گا یا کسی دوسرے صوبے میں بھی کر سکتا ہے۔
اس کے بارے میں HEC سے رابطہ کر کے میں تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔

Mr. Chairman: The question hour is over. [2]The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read.

83. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** Will the Minister for Communications be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to shift Toll Plaza Gate on Karachi and Hyderabad Super Highway Road from its present location, if so, its details?

Dr. Arbab Alamgir Khan: No.

84. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the number of ongoing projects for the repair and maintenance of national highways in Balochistan, NWFP and Gilgit−Baltistan; and

(b) the names of contractors of the said projects?

Dr. Arbab Alamgir Khan: (a) Total 243 repair & maintenance projects are currently on−going :—

Region		
NWFP	:	123
Balochistan	:	87
Gilgit−Baltistan*	:	33

---

[2] *[The remaining questions and their replies are placed on the table of the House and are taken as read]*

Total : 243

**Note.*—Maintenance contract (term & length) for Karakoram Highway (km 190+471) and Gilgit − Skardu Road (S−I) has been concluded with FWO based on performance indicators.

(b) Details of ongoing repair & maintenance works in NWFP, Balochistan & Gilgit−Baltistan with names of contractors are at Annex−A.

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library)

85. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Communications be pleased to state the details of toll plazas on National Highways and Motorways in the country indicating also the amount collected at each site since July, 2009 and details of its utilization?

Dr. Arbab Alamgir Khan: *Revenue.*—NHA has collected Rs 6,064 million toll during 2009−10 (Jul−Feb):—

National Highways	:	4,551,932,978
Motorways	:	1,512,245,135
Total	:	6,664,178,113

Detail of toll plazas/ gross revenue is at Annex−A. Projected toll collection for. FY 2009−10 is Rs 9108.745 million.

Utilization.—Based on projected net revenue collection from all sources including toll fee, police/overloading fines, etc, and GoP's maintenance grant of Rs. 1.7 billion, Maintenance Plan of Rs. 13 billion approved by NHA Executive Board for FY 2009−10.

Upto Feb 2010, committed amount for maintenance, repair & rehab of NHA network is Rs. 10.579 billion. Requisite details are at Annex−B.

Annex-A

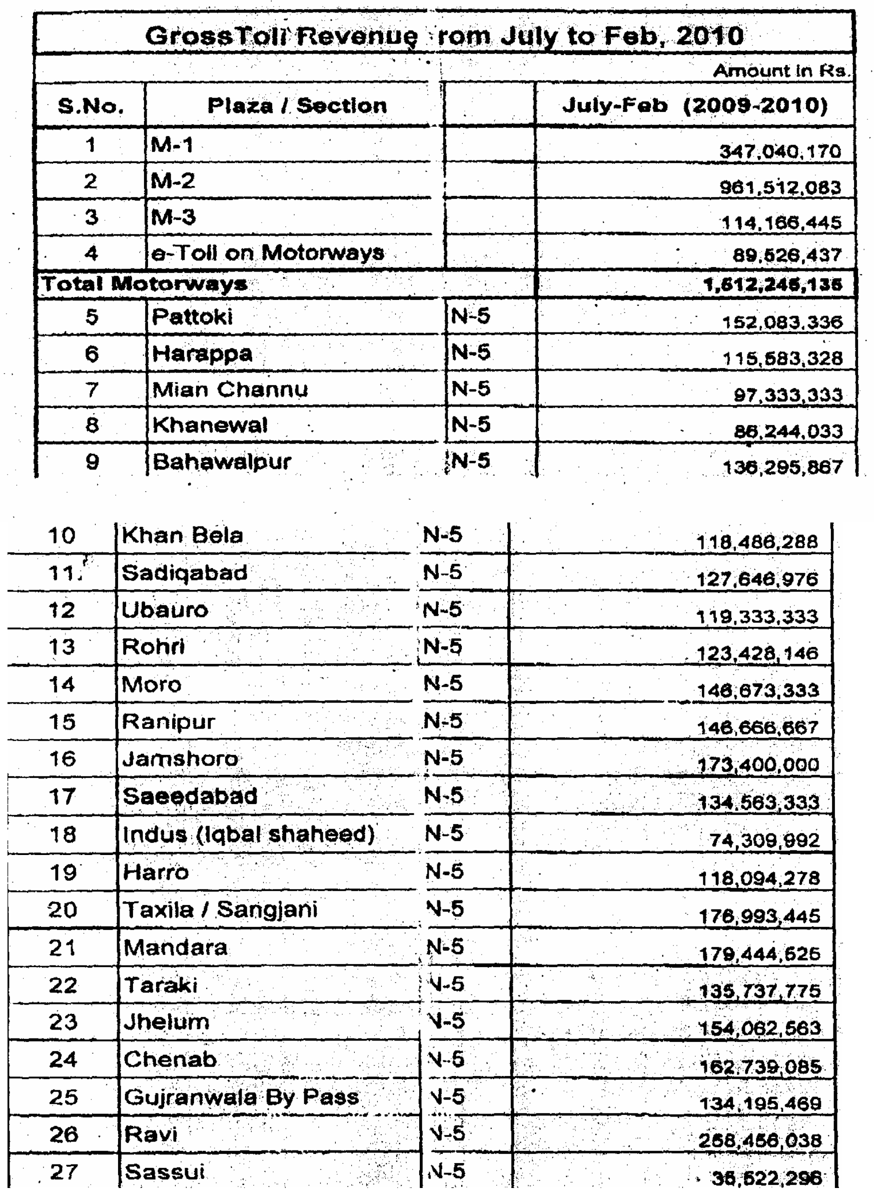

GrossToll Revenue from July to Feb, 2010

Amount in Rs.

S.No.	Plaza / Section		July-Feb (2009-2010)
1	M-1		347,040,170
2	M-2		961,512,083
3	M-3		114,166,445
4	e-Toll on Motorways		89,526,437
Total Motorways			**1,612,246,136**
5	Pattoki	N-5	152,083,336
6	Harappa	N-5	115,583,328
7	Mian Channu	N-5	97,333,333
8	Khanewal	N-5	86,244,033
9	Bahawalpur	N-5	136,295,867
10	Khan Bela	N-5	118,486,288
11	Sadiqabad	N-5	127,646,976
12	Ubauro	N-5	119,333,333
13	Rohri	N-5	123,428,146
14	Moro	N-5	146,673,333
15	Ranipur	N-5	146,666,667
16	Jamshoro	N-5	173,400,000
17	Saeedabad	N-5	134,563,333
18	Indus (Iqbal shaheed)	N-5	74,309,992
19	Harro	N-5	118,094,278
20	Taxila / Sangjani	N-5	176,993,445
21	Mandara	N-5	179,444,526
22	Taraki	N-5	135,737,775
23	Jhelum	N-5	154,062,563
24	Chenab	N-5	162,739,085
25	Gujranwala By Pass	N-5	134,195,469
26	Ravi	N-5	258,456,038
27	Sassui	N-5	36,522,296

28	Okara	N-5	128,427,850
29	Ahmed pur East	N-5	122,160,000
30	Hub	N-25	60,944,997
31	Hassanabdal	N-35	34,372,366
32	Mansehra	N-35	27,936,699
33	Nokundi	N-40	4,026,670
34	Nowshera	N-45	23,381,670
35	D I Khan-II	N-50	7,183,460
36	Shikarpur By Pass	N-55	31,318,111
37	Kandkot	N-55	26,977,360
38	Petaro	N-55	18,940,980
39	Rojhan	N-55	30,438,990
40	D G Khan By Pass	N-55	33,057,593
41	Taunsa	N 55	30,216,180
42	Vahava	N-55	19,414,715
43	D I Khan-I	N-55	33,000,016
44	Kurrum River Bridge	N-55	27,904,960
45	Karek	N-55	33,840,000
46	Kohat Tunnel	N-55	74,879,007
47	Fazil Pur	N-55	22,236,773
48	Sukur	N-65	40,728,042
49	Sibi	N-65	13,598,865
50	Dera Allah Yar	N-65	15,939,601
51	Karachi	M-9	99,865,184
52	NHA Bypass	M-9	38,800,000
53	Hyderabad	M-9	84,000,000
54	Sher Shah	N-70	98,000,590
55	Ghazi Ghat	N-70	51,744,000
56	Sakhi Sarwar	N-70	24,666,667
57	IMDC(N-75)	N-75	4,737,207
58	Qutbal (N-80)	N-80	45,432,815
59	Qutabpur	N-5A	61,405,084
60	KNB	N-10	40,515,008
61	Lyari Express (Sohrab Ghot)		17,015,460
62	Lyari Express (Ramp I & III)		1,457,820
63	Talibwala		16,074,800
Total Highways			**4,551,932,978**
Grand Total:			**6,064,178,113**

Annexure-B

SUMMARY OF MAINTENANCE ACTIVITIES/UTILIZATION

Annual Maintenance Plan - F.Y. 2009-10

28May10

Maintenance Category	Punjab North		Punjab South		Sindh		NWFP		Balochistan		Northern Areas		Motorways		NCH & M-8		Global Allocation (Rs.mill)	TOTAL	
	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)	Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)		Allocation (Rs. Mill) (AMP 2009-10)	Committed Amount (Rs. Mill.)
Rehabilitation	-	-	359.42	407.93	1,695.37	1,421.28	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	2,054.79	1,829.21
Periodic Maintenance (Structural + Functional Overlay)	801.43	1,084.47	789.84	1,802.06	1,074.94	12.21	520.80	584.20	1,236.82	406.28	367.00	40.64	628.53	168.72	300.00	286.67	-	5,787.85	3,884.14
Routine Maintenance	93.56	106.46	166.65	226.69	212.70	296.04	153.89	129.24	241.22	284.33	48.24	82.77	211.17	236.18	31.81	39.52	-	1,160.45	1,223.13
Highway Safety	100.80	268.46	120.00	128.55	90.00	85.60	70.00	75.87	30.00	-	50.00	101.64	110.80	133.86	40.00	35.90	-	[illegible]	[illegible]
Corridor Management (Trauma Centers)	-	-	-	-	-	9.13	-	0.27	-	-	-	-	-	36.96	-	10.37	70.00	70.00	56.73
Toll Plazas & Weigh Stations	-	210.61	70.60	183.66	-	0.20	-	-	-	-	-	-	-	29.68	-	2.00	510.00	580.60	426.15
Administrative Expenses	-	4.73	-	-	-	-	-	84.67	-	9.38	-	-	-	0.57	-	-	400.00	400.00	99.35
Logistic Expenses	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	80.00	80.00	-
Afforestation	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	20.00	20.00	-
NHP Share	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	200.00	200.00	
Emergency Maintenance	-	280.00	-	248.96	-	613.33	-	63.83	-	37.05	-	86.62	-	2.32	-	4.84	1,000.00	1,000.00	1,336.94
Hill Slope Stability Program & Road Protectioin Works	-	13.13	-		-	-	-	4.10	-	-	-	-	-	-	-	-	50.00	50.00	17.23
Consultancy for Design Review	11.23	-	6.32	-	56.21	-	4.84	-	24.71	-	5.93	-	6.56	-	-	-		115.80	-
Geometrics Improvement	-	-	-	46.97	-	16.01	-	233.97	-	-	232.00	258.45	-	-	-	-	66.00	298.00	555.40
Bridge / Culvert Structural Maintenance	-	56.04	-	59.44	-	9.90	-	53.87	-	4.70	-	10.98	-	42.57	-	-	580.00	580.00	237.50
Promotion of sports activities	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	50.00	50.00	-
Special Allocation														* 22.62				-	22.62
TOTAL	1,006.23	2,043.86	1,565.53	2,288.74	3,118.22	2,653.30	749.53	1,188.80	1,971.46	721.28	733.17	551.60	986.26	781.44	371.81	388.10	2,536.00	13,000.00	10,579.13

S-2 Administrative Control shifted from M4 Region to Punjab North Region

Tallwala Road Administrative Control shifted from Punjab North Region to Motorways Region

* Out of special allocation of Rs 110 million

86. *Senator Abdul Nabi Bangash: Will the Minister for Overseas Pakistanis be pleased to state the number of persons' working in Overseas Pakistanis Foundation with grade−wise and province−wise break up?

Dr. Muhammad Farooq Sattar: At present, a total of 451 persons/employees are working in Overseas Pakistanis Foundation (OPF). Grade−wise and province−wise details of OPF employees is at Annex−I.

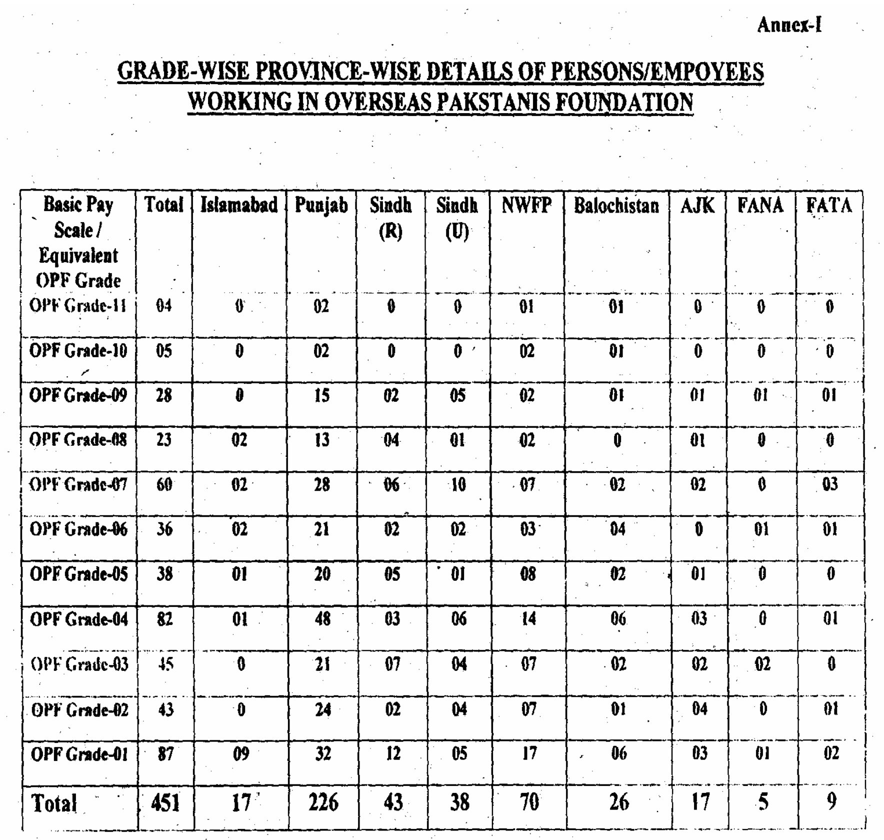

Annex-I

GRADE-WISE PROVINCE-WISE DETAILS OF PERSONS/EMPOYEES WORKING IN OVERSEAS PAKSTANIS FOUNDATION

Basic Pay Scale / Equivalent OPF Grade	Total	Islamabad	Punjab	Sindh (R)	Sindh (U)	NWFP	Balochistan	AJK	FANA	FATA
OPF Grade-11	04	0	02	0	0	01	01	0	0	0
OPF Grade-10	05	0	02	0	0	02	01	0	0	0
OPF Grade-09	28	0	15	02	05	02	01	01	01	01
OPF Grade-08	23	02	13	04	01	02	0	01	0	0
OPF Grade-07	60	02	28	06	10	07	02	02	0	03
OPF Grade-06	36	02	21	02	02	03	04	0	01	01
OPF Grade-05	38	01	20	05	01	08	02	01	0	0
OPF Grade-04	82	01	48	03	06	14	06	03	0	01
OPF Grade-03	45	0	21	07	04	07	02	02	02	0
OPF Grade-02	43	0	24	02	04	07	01	04	0	01
OPF Grade-01	87	09	32	12	05	17	06	03	01	02
Total	451	17	226	43	38	70	26	17	5	9

87. *Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Education be pleased to state the steps taken

by the Government to introduce computer education in government schools and colleges during the last two years?

Sardar Aseff Ahmed Ali: (a) Information pertaining to Federal Directorate of Education, Ministry of Education, Islamabad is as under:—

- Provision of State of the Art, Computer Labs in Colleges and Schools upto secondary levels. (149 Computer Labs has been established so far).
- Introduction of Computer Science Subject from Grade−VI to VIII.
- Provision of 337 Computer Science Teaching and Non−Teaching staff in the institutions on contract basis.
- Shifting of 02 Computers Science Projects from development to recurring side.
- Provision of Internet facility in the established 149 Computer Labs.
- Provision of Computer Science related books to the institutions.
- 490 teachers have been trained with the technical support of Intel Corporation of Pakistan.
- 18 institutions have been provided 10 computers each institutions by Intel Corporation for the promotion of computer education.
- Near to completion of computer lab by Ed−Links in F.G Girls Middle School, New Shakrial.

88. ***Senator Abdul Nabi Bangash:** Will the Minister for Overseas Pakistanis be pleased to state the details of Schools,

Colleges and housing colonies established by Overseas Pakistanis Foundation in the country with province-wise break up?

Dr. Muhammad Farooq Sattar: Overseas Pakistanis Foundation (OPF) has established 21 schools, 04 colleges and 07 Housing colonies as per province-wise break up (Annexed).

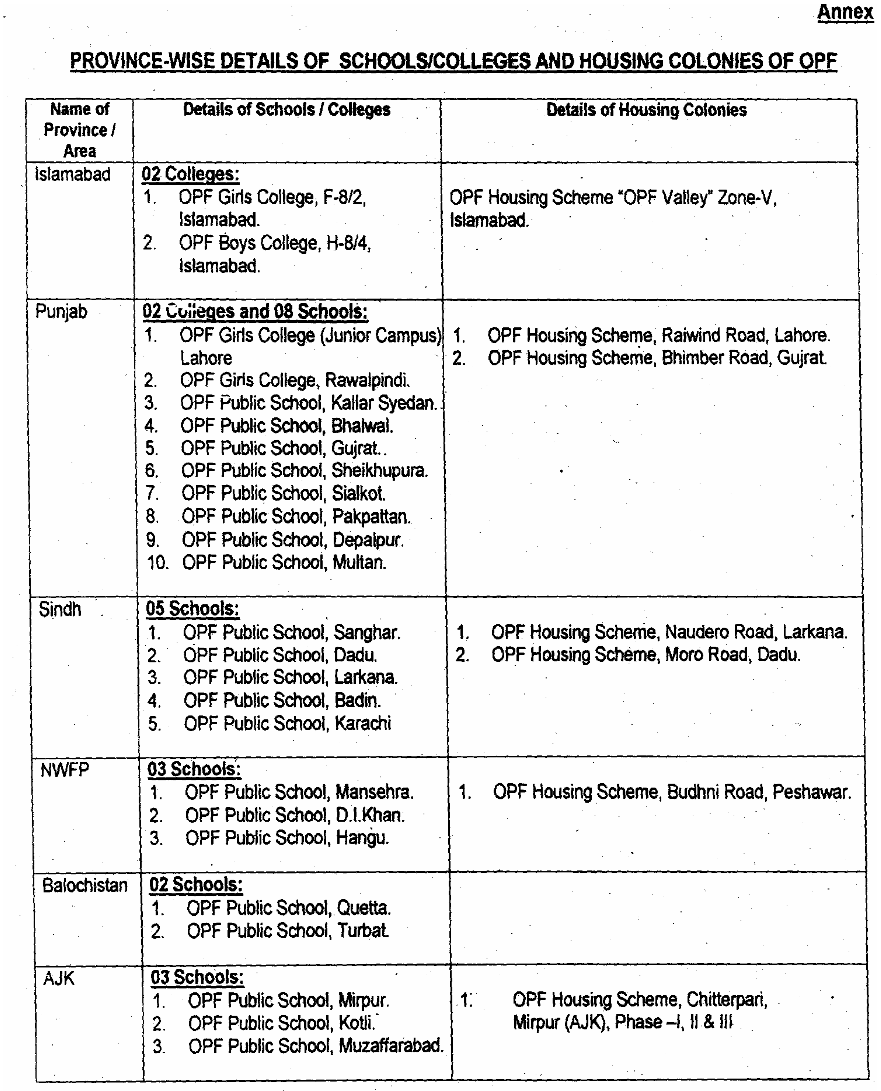

Annex

PROVINCE-WISE DETAILS OF SCHOOLS/COLLEGES AND HOUSING COLONIES OF OPF

Name of Province / Area	Details of Schools / Colleges	Details of Housing Colonies
Islamabad	**02 Colleges:** 1. OPF Girls College, F-8/2, Islamabad. 2. OPF Boys College, H-8/4, Islamabad.	OPF Housing Scheme "OPF Valley" Zone-V, Islamabad.
Punjab	**02 Colleges and 08 Schools:** 1. OPF Girls College (Junior Campus) Lahore 2. OPF Girls College, Rawalpindi. 3. OPF Public School, Kallar Syedan. 4. OPF Public School, Bhalwal. 5. OPF Public School, Gujrat.. 6. OPF Public School, Sheikhupura. 7. OPF Public School, Sialkot. 8. OPF Public School, Pakpattan. 9. OPF Public School, Depalpur. 10. OPF Public School, Multan.	1. OPF Housing Scheme, Raiwind Road, Lahore. 2. OPF Housing Scheme, Bhimber Road, Gujrat.
Sindh	**05 Schools:** 1. OPF Public School, Sanghar. 2. OPF Public School, Dadu. 3. OPF Public School, Larkana. 4. OPF Public School, Badin. 5. OPF Public School, Karachi	1. OPF Housing Scheme, Naudero Road, Larkana. 2. OPF Housing Scheme, Moro Road, Dadu.
NWFP	**03 Schools:** 1. OPF Public School, Mansehra. 2. OPF Public School, D.I.Khan. 3. OPF Public School, Hangu.	1. OPF Housing Scheme, Budhni Road, Peshawar.
Balochistan	**02 Schools:** 1. OPF Public School, Quetta. 2. OPF Public School, Turbat.	
AJK	**03 Schools:** 1. OPF Public School, Mirpur. 2. OPF Public School, Kotli. 3. OPF Public School, Muzaffarabad.	1. OPF Housing Scheme, Chitterpari, Mirpur (AJK), Phase -I, II & III

89. ***Senator Abdul Nabi Bangash:** Will the Minister for Overseas Pakistanis be pleased to state the number of members of Board of Governors of the OPF with province–wise break up?

Dr. Muhammad Farooq Sattar: The Government of Pakistan has recently reconstituted the Board of Governors of OPF. At present, there are 17 members of the Board of Governors of OPF as per composition at Annex–A.

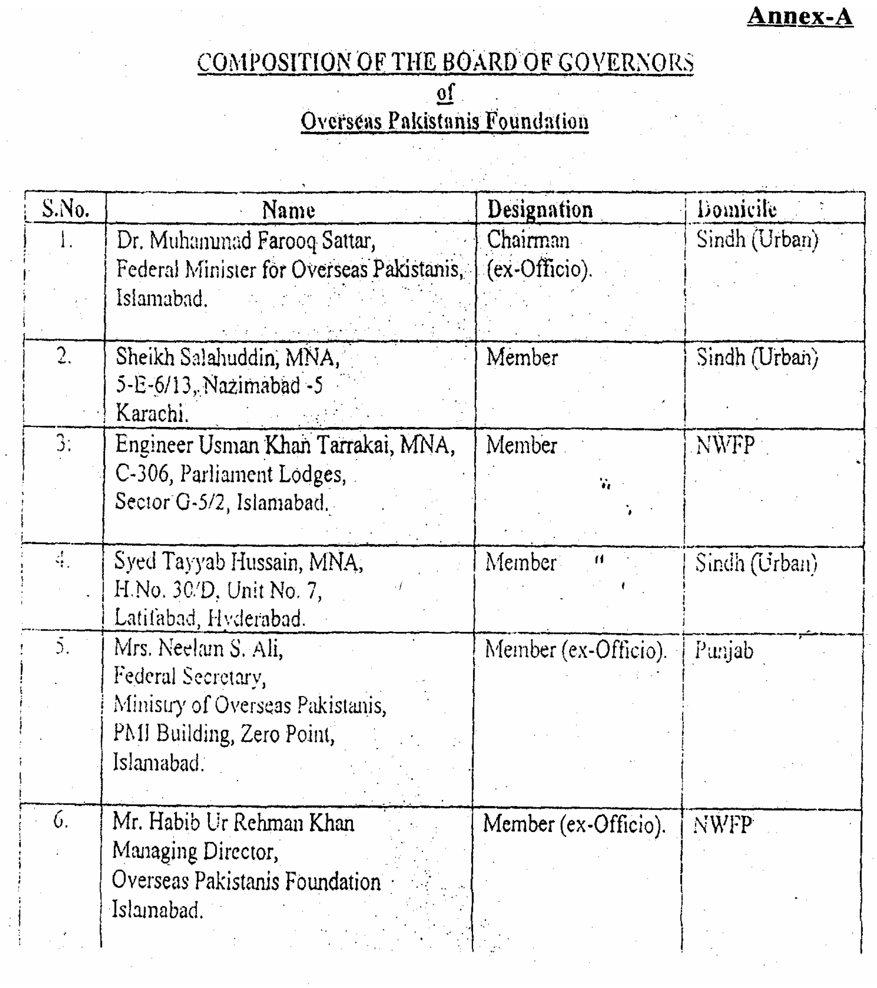

Annex-A

COMPOSITION OF THE BOARD OF GOVERNORS
of
Overseas Pakistanis Foundation

S.No.	Name	Designation	Domicile
1.	Dr. Muhammad Farooq Sattar, Federal Minister for Overseas Pakistanis, Islamabad.	Chairman (ex-Officio).	Sindh (Urban)
2.	Sheikh Salahuddin, MNA, 5-E-6/13, Nazimabad -5 Karachi.	Member	Sindh (Urban)
3.	Engineer Usman Khan Tarrakai, MNA, C-306, Parliament Lodges, Sector G-5/2, Islamabad.	Member	NWFP
4.	Syed Tayyab Hussain, MNA, H.No. 30/D, Unit No. 7, Latifabad, Hyderabad.	Member	Sindh (Urban)
5.	Mrs. Neelam S. Ali, Federal Secretary, Ministry of Overseas Pakistanis, PMI Building, Zero Point, Islamabad.	Member (ex-Officio).	Punjab
6.	Mr. Habib Ur Rehman Khan Managing Director, Overseas Pakistanis Foundation Islamabad.	Member (ex-Officio).	NWFP

7.	Mr. Shahid Hameed, Senior Joint Secretary (OP), Ministry of Overseas Pakistanis, Pakistan Manpower Institute Building, Islamabad.	Member (ex-Officio).	Sindh (Urban)
8.	Mr. Salman Bashir, Secretary, M/o Foreign Affairs, Islamabad.	Member (ex-Officio).	NWFP
9.	Lt. Gen. (R) Syed Athar Ali, Secretary, M/o Defence, Rawalpindi	Member (ex-Officio).	Punjab
10.	Syed Saleem Raza, Governor, State Bank of Pakistan. Karachi.	Member (ex-Officio).	Sindh (Urban)
11.	Mr. Sohail Ahmed, Chairman, Federal Board of Revenue, Islamabad.	Member (ex-Officio).	Punjab
12.	Mr. Masud M. Khan, H.No. 74, Attaturk Avenue, G-6/2, Islamabad.	Member	NWFP
13.	Mr. Khalid Usman, 2750, 14th Ave, Suit 207, Markham ONL3R OB6, Canada.	Member	NWFP
14.	Mr. Tariq Sharif Bhatti, Via Stradivari 10, Milan 20131, Italy.	Member	Punjab
15.	Mr. Khalid Mehmood Chaudary, P.O. Box No. 58264, Riyadh 11594, Saudi Arabia	Member	Punjab
16.	Mr. Muhammad Asghar Qureshi P.O. Box No. 9908, Riyadh 11423, Saudi Arabia.	Member	Azad Kashmir
17.	Mr. Javed Malik, Ambassador-at-Large, Dubai, UAE	Member	Not available.

90. ***Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the estimated cost of Islamabad−Peshawar Motorway (M−I) NWFP−Punjab; and

(b) the amount allocated by the Government for the said scheme in PSDP 2009−10 and the amount released and spent so far?

Dr. Arbab Alamgir Khan: (a) Cost of construction of Islamabad −Peshawar Motorway (M−I), including escalation is Rs. 29.381 billion.

(b) *PSDP 2009−10 (M−1)*

Amount		*Rs in M*
Allocated	:	500
Released	:	616
Utilized (upto 25−03−10)	:	614

91. ***Senator Muhammad Talha Mahmood:** Will the Minister for Communications be pleased to state the names, location and estimated cost of ongoing projects of National Highways Authority indicating also the date of commencement, date of completion, amount spent so far in each case and present status of the work with province−wise break up?

Dr. Arbab Alamgir Khan: Total 73 development projects of NHA in different areas/regions are under construction. List containing relevant details is at Annex−A. Province−wise breakup is given below:—

Punjab	21
Sindh	20

NWFP	10
Balochistan	16
GB/AJK	06
Total	73

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library)

92. ***Senator Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the details of roads completed by the National Highway Authority in FATA during the last two years; and

(b) the details of roads on which construction work is in progress in FATA?

Dr. Arbab Alamgir Khan: (a) Following road sections fall in FATA:—

Peshawar−Torkham (N−5, 50 km).—Road kept trafficable through routine, periodic & emergency maintenance works.

Darra Adam Khel−Badabher (N−55, 24 km).—NHA is currently constructing this section about 7 km portion of which falls in FATA. Work started in April 2007 and is in final stage of completion.

(b) As above.

93. ***Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the estimated cost of Indus Highway Project Phase−III, 319 km (N−55); and

(b) the amount allocated by the Government for the said scheme in PSDP 2009−10 and the amount released and spent so far?

Dr. Arbab Alamgir Khan: (a) As per PC−I approved on April 22, 2006, the cost of Indus Highway Project (N−55), Phase−III is Rs 6283,93 million. However the PC−I needs revision and revised PC−I will be submitted.

(b) *PSDP 2009−10 (N−55)*

Amount		*Rs in. M*
Allocated	:	25
Released	:	12.298
Utilized (upto 03−03− 10)	:	11.742

94. ***Senator Naeem Hussain Chattha:** Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that work on Kot Abdul Malik Interchange on Islamabad − Lahore (M−2) Motorway has been completed, if so, the time by which it will become operational?

Dr. Arbab Alamgir Khan: Kot Abdul Malik Interchange is 95% completed. Balance works are connection of roads/loops with Lahore − Faisalabad Expressway (BOT) Project of the Government of Punjab/ FWO.

Interchange can be put to operation within one week. Only obstacle is resistance by Government of the Punjab /FWO (LAFCO), fearing loss of revenue to the BOT project, despite numerous assurances from NHA to reimburse (offset) the loss.

95. ***Senator Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state:

(a) the number of cases for more than five years lying pending in the Federal Services Tribunal indicating also the reasons for pendency; and

(b) the number of petitioners who were provided counsels or lawyers by the Government for their cases in the said Tribunal during the last five years with year−wise break up?

Reply not received.

[3]@96. *Senator Hafiz Rashid Ahmad: Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state:

(a) the number of Juvenile Courts in the country with provinces−wise break up;

(b) the number of cases decided by those courts during the last five years with year−wise break up;

(c) the number of cases presently lying pending in the said courts; and

(d) whether there is any proposal under consideration of the Government to establish separate courts for female in the country, if so, when?

Mrs. Samina Khalid Ghurki: (a) There are no separate Juvenile Courts in the country, however, the powers of Juvenile Courts have been conferred upon all the Senior Civil Judges/ Judicial Magistrates, etc. under Juvenile Justice System Ordinance,

---

[3] *@[Transferred from Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs].*

2000 (JJSO 2000). Under this ordinance 426 (408+18) Juvenile courts have been working in Sindh and Balochistan respectively. Whereas the data from Punjab and NWFP is awaited, which would be furnished as soon as it is received.

(b) The total 883 cases have been decided in Sindh and Balochistan during last five years. The year−wise break up in respect of Sindh and Balochistan are as under:

	2005	2006	2007	2008	2009	Total
Sindh	100	144	95	178	294	811
Balochistan	3	6	7	19	37	72
Total	103	150	102	197	331	883

The data from Punjab and NWFP is awaited, which would be furnished as soon as it is received.

(c) The total number of such cases is 278. Province−wise break up is as under:—

Sindh	268
Balochistan	10

(d) No such proposal is under consideration.

“UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY”

9. **Senator Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Ports and Shipping be pleased to state:

(a) the number and capacity of ships, vessels and boats owned by Pakistan National Shipping Corporation;

(b) the number of officers and officials working in shipping corporation; and

(c) the steps taken/being taken by the Government to improve the performance of the said organization?

Mr. Babar Khan Ghauri: (a) 10 (ten) ships/vessels as per the following details:—

(i) 4 (four) Aframax Oil Tankers,

(ii) 5 (five) General Cargo Combi Ships, and

(iii) 1 (one) Panamax Dry Carge Bulk Carrier.

(b) The details of staff are as under:—

Permanent Officers : 197

Permanent Staff : 85

Officers on contract : 73

Staff of contract : 17

(c) The following steps are under way to improve the performance of PNSC:—

(i) Austerity measures regarding reducing costs on maintenance, daily operations and reducing inventory levels of stores/spares;

(ii) The Corporation as part of business strategy & conservancy is in the process of gradual disposing of uneconomical old tonnage & inducting of suitable modern tonnage.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر گزشتہ 58th Session کے دوران مورخہ 15 فروری تا یکم مارچ اور موجودہ اجلاس کے دوران مورخہ 19 تا 24 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تواریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب پرویز رشید صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19 تا 26 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے ان تواریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: راجہ محمد ظفر الحق صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: نوابزادہ حاجی میر لشکری رئیسانی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر محمد علی رند صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 29 اور 30 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نیلوفر بختیار صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 58th Session کے دوران مورخہ 16 فروری تا یکم مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لئے انہوں نے ان تواریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب بابر خان غوری صاحب وزیر برائے جہاز رانی و بندر گاہیں نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 30 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: مخدوم شہاب الدین صاحب وزیر صحت نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 02 اپریل تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: نماز مغرب کے لیے وقفہ کر لیتے ہیں، we will come back on 7:00 P.M. Thank you.

[The House was then adjourned for Maghrib Prayers]

(نماز مغرب کے بعد اجلاس چیئرمین جناب فاروق حامد نائیک کی زیر صدارت دوبارہ شروع ہوا)

Legislative Business

جناب چیئرمین: جی طاہر مشہدی صاحب please move Item No.3.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman, Committee on the Rules of Procedure and Privileges, move that under Sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion regarding insulting behaviour of Political Agent, Mohmand Agency, with Senator Muhammad Idress Khan Safi, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under Sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion regarding insulting behaviour of Political Agent, Mohmand Agency, with Senator Muhammad Idress Khan Safi, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move Item No.4.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman of the Committee on Rules of Procedure and Privileges present the report of the Committee on the Privilege Motion regarding insulting behaviour of Political Agent, Mohmand Agency, with Senator Muhammad Idress Khan Safi.

Mr. Chairman: Report stands presented.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you sir.

Mr. Chairman: We may now take up Item No. 5, Nawazada Ghazanfar Ali Gul, Advisor to the Prime Minister may move the motion.

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul: I beg to move that the Bill to amend the National School of Public Policy Ordinance 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill 2010], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to amend the National School of Public Policy Ordinance 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill 2010], as passed by the National Assembly be taken into consideration. It is opposed. Yes, Advisor Sahib.

نوابزادہ غضنفر علی گل: اس میں کوئی amendment ایسی نہیں ہے۔ یہ اسکول Administrative Staff College لاہور میں ہیڈ کوارٹر تھا وہاں کھولا گیا تھا۔ اب چونکہ اس نے بعد میں excellence centre بننا ہے، جامعہ بننا ہے، یونیورسٹی بننا ہے تو اتنی جگہ نہیں ہے۔ ادھر اس کے لیے کری روڈ پر جگہ بھی مختص ہو گئی ہے لہٰذا اس کا ہیڈ کوارٹر شفٹ کرنا ہے اور اس کے substance میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ Secondly, پہلے یہ خیال تھا کہ ڈپٹی چیئرمین صاحب minister کو appoint کریں گے۔ اس میں چیف ایگزیکٹو کی جگہ Mr. Prime Minister لکھنا ہے۔ These amendments are clearly for equality. There is no material change. So, it should not be opposed.

جناب چیئرمین: جی خورشید صاحب، very formal amendment.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت صحیح کہہ رہے ہیں آپ لیکن میں ذرا دو چار سوال آپ کے غور کے لیے اٹھانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ Ordinance آیا ہے 2002 میں۔ 2002 کے بعد ایک پارلیمنٹ پورے پانچ سال ماشاءاللہ رہی ہے۔ چیف ایگزیکٹو پارلیمنٹ کے وجود میں آنے کے بعد ختم ہو گیا تھا۔ وہ President بن گیا تھا۔ پھر اس کے بعد ایک Prime Minister آیا، پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا۔ ماشاءاللہ تین Prime Ministers اس زمانے میں رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس پورے عرصے میں چیف ایگزیکٹو قانون کا حصہ رہا اور حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اس معاملے میں کوئی تدبیر کرے۔ اس تاخیر کی وجہ کیا ہے، نمبر ایک؟ نمبر 2 National

School of Public Policy کے بارے میں پہلے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ اس کی rationale کیا ہے؟ اس لیے کہ پاکستان کی universities کے اندر public administration, public policy, defence strategy, strategic study یہ سارے subjects پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ NIPA کے اندر، Defence college کے اندر یہ subjects پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس کے لیے الگ اسکول بنا رہے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اسے آپ Engineering University بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے کوئی rationale ہونا چاہیے۔ ہمیں اس کا rationale دیا جائے۔

تیسری چیز آپ نے transfer کی، ٹھیک ہے transfer بظاہر ایک معمولی چیز ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ alternate نظام یہاں آپ نے کیا کیا ہے؟ اس پر کتنا خرچہ آیا ہے؟ اس وقت جبکہ ملک کا تعلیمی بجٹ 25% cut کیا جا چکا ہے اس وقت اس کی کیا ضرورت ہے جبکہ یہی subjects موجودہ Universities میں، Centers of Excellence میں جنہیں بڑے طمطراق سے قائم کیا گیا تھا پڑھائے جا سکتے ہیں۔ اس طرح دراصل higher education پر آپ وسائل کو ضائع کر رہے ہیں اور primary education and technical education جہاں وسائل کی ضرورت ہے، وہاں وسائل نہیں مل رہے ہیں تو یہ false priority ہے۔ اس لیے ان تین وجوہ کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ کو review کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: It has been moved that Bill to amend the National School of Public Policy Ordinance [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2010], ---

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے سوالات کا جواب تو مشیر صاحب دیں۔

جناب چیئرمین: نوابزادہ صاحب! جواب دے دیں۔ Would you Prof. Sahib, withdraw the opposition when its proper answer is given.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مشیر صاحب جواب دے دیں، میں اس کے merit پر غور کروں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے آخری سوال کا جواب ہے کہ اس کو علیحدہ کھولنے کی کیا ضرورت ہے، پہلے جو ہیں۔ تو جیسے کہ بڑے بڑے hospitals ہیں جن میں cardiac centres بھی ہیں ان میں departments of all kinds ہیں پھر بھی institute of cardiology and kidney centres separately ہیں۔ اس میں کوئی contradiction نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ primary schools, high schools and centres of excellence میں کوئی مقابلہ بھی نہیں ہے، کوئی تضاد بھی نہیں ہے۔ وہ بنیادی ہیں، یہ higher ہیں۔ اگر کوئی chief executive رہا ہے تو اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور ہم تو اس کے ساتھی بھی نہ تھے۔ اب چونکہ جمہوریت آگئی تو یہ Bill لایا گیا ہے۔ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اور پھر تاخیر کیوں ہوئی ہے، کوئی باعث تاخیر بھی ہوگا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے سوالات کا جواب تو انہوں نے نہیں دیا لیکن ان سے میری بات ہوئی ہے اس لیے آگے بڑھیے۔

Mr. Chairman: Alright. It has been moved that the Bill to amend the National School of Public Policy Ordinance, 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2010], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Second reading of the Bill. Clause 2. We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of the Bill. Clause 2. The question is that Clause 2 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Clause 2 stands part of the Bill. Clause 3. The question is that Clause 3 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Clause 3 stands part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. The Clause 1, the Preamble and the Title stand part of the Bill. Please move Item No.6.

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul: Sir, I beg to move that the bill to amend the National School of Public Policy Ordinance, 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2010], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the bill to amend the National School of Public Policy Ordinance, 2002 [The National School of Public Policy (Amendment) Bill, 2010], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed.

(Desk thumping)

Mr. Chairman: Points of order. Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ اس وقت رحمٰن ملک صاحب موجود ہیں جبکہ میں ایک اہم issue پر point of order اٹھا رہا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ

جنوری ۲۰۰۹ کو جب سوات میں شریعت کے نفاذ کا قانون اتفاق رائے اور پارلیمنٹ کی تائید سے introduce کیا گیا تو اس کو بدنام کرنے کے لیے Pakistani media and world media پر ایک video دکھائی گئی جس میں ایک اٹھارہ سالہ لڑکی کو کوڑے لگائے گئے۔ اس وقت یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ اس نے جو لباس پہن رکھا ہے، جنوری میں، سوات میں اس لباس میں کوئی خاتون نہیں ہو سکتی۔ یہ سوال بھی اٹھایا گیا تھا کہ بظاہر کوڑے لگے ہیں لیکن کوڑے لگنے کے بعد وہ لڑکی بڑے اطمینان سے کھڑی ہوتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ یہ impossible ہے کہ کوڑے لگیں اور وہ لڑکی اس طرح چلی جائے۔ کل کے “The Nation”, “The News” اور سارے اخبارات کے اندر یہ بڑی اہم خبر آئی ہے جو میں آپ کو سنانا چاہوں گا۔

“A resident of Swat, who claims to have prepared the fake video of flogging of a girl in Swat, has termed it drama and revealed that he received Rs. 0.5 million for doing so before the launch of military operation “Rah−e−Rast”.

Before the operation ‘Rah−e−Rast’, an NGO financed preparation of fake video of flogging in which they portrayed the TTP members flogging a woman. The provincial government and Malakand Commissioner Syed Muhammad Javed ordered investigations and sought report from the authorities concerned.

After the successful operation in Malakand Division, the law enforcement agencies had arrested the children who were present in the video while a resident of Swat was apprehended by Kohat administration. The children and the arrested man revealed that the video was fake and said that it was made on the demand of Islamabad based NGO which provided him Rs. 0.5 million.

Sources revealed that woman who was flogged in the video was also arrested and she revealed that she had received Rs. one lac while 50 thousand rupees each were given to each child. Sources said that the NGO produced the video to defame the country’s integrity and respect.

جناب والا! یہ video دنیا کے گوشے گوشے میں دکھائی گئی ہے اور اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے کیا کیا؟ Investigation کے نتائج کیا ہیں اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف آپ کیا کارروائی کر رہے ہیں خاص طور پر وہ NGOs جو بین الاقوامی سازشوں کا حصہ ہیں اور جن کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح پاکستان کو بدنام کریں۔ اس سے پہلے بھی ایسے cases ہمارے سامنے آئے ہیں ، یہ بھی سامنے آیا ہے۔ اس لیے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کو حکومت کو seriously لینا چاہیے ، قوم کو اعتماد میں لینا چاہیے، پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہیے اور ہمارے ساتھ یہ دھوکا کیا گیا ہے جس طرح پاکستان کو، ملک کے اندر اور ملک سے باہر damage کیا گیا ہے، یہ کھیل جاری نہیں رہنا چاہیے۔

Mr. Chairman: A. Rehman Malik Sahib! it is good you are present.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب والا! I agree with the honourable
یہ شروع بھی میڈیا نے کیا، میڈیا ہی پر یہ movie چلی اور اب یہ خبر بھی میڈیا سے ہی آئی Member.
ہے۔ میں نے بھی یہ خبر کل پڑھی and I have instructed my office to take up
the matter with the Provincial Government and get the details, all that which has been reported and its quoting sources. I will report the results to the House.

Mr. Chairman: No. No. Not as this. Please investigate and the report be submitted in the Senate on Friday.

Senator A. Rehman Malik: Alright Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Haroon Khan Sahib.

Senator Haroon Khan: Sir, an investigative report has come. It has been written by Mr. Rauf Klasra, who is one of the top investigative reporters in Pakistan.

کل یہ ’نیوز‘ اخبار میں آئی ہے اور آج اس کا follow up “Business Recorder” میں آیا ہے۔ میں صرف اس کا ایک پیراگراف پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

The heading is one billion dollar LNG scam lands in the Federal Cabinet. It says Pakistan lost one billion dollars after the top guns of the Petroleum Ministry ignored the lowest bid of the Fauji Foundation and the multinational energy firm, Vitol, for 3.5 million tons LNG contract worth 25 billion dollars and instead awarded it to the highest bidder, a French firm.

The official documents presented before the cabinet---

جناب چیئرمین: ہارون صاحب! قطع کلامی ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے this matter
has been taken up by the Standing Committee of the National Assembly.

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! میں آپ کو یہی suggest کرنا چاہتا ہوں کہ آج اس
رپورٹ کا sequel in Business Recorder بھی آیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ نوید قمر is an
honourable and a respectable man, but I am saying that آپ بھی اس کو
refer کریں، ہماری بھی ایک بڑی effective committee ہے and we would like to
hear him out and if he is innocent, we would like to clear his
name. But if he is not innocent then we will send you a report. میں
آپ کو suggest کرتا ہوں کہ یہ بڑا serious matter ہے اس میں ایک بلین ڈالر کا allegation
لگایا گیا ہے۔ اس کا follow up item in Business Recorder آیا ہے۔ آپ اس کو کمیٹی میں
ریفر کردیں and we will be very fair, he is an honourable man and in
all likelihood these will be just allegations and he will appear himself.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب سے رائے لے لیتے ہیں۔ شاہ صاحب! اس کے بارے میں
آپ کی کیا information ہے؟ I have also read it in the newspaper.

سینیٹر سید نیرّ حسین بخاری: جناب! یہ issue National Assembly میں
raise ہوا جیسے کہ اخبار میں report ہوا ہے اور honoruable Minister for Petroleum نے
خود یہ کہا کہ it should be referred to the committee. اور جو حقائق اس report میں

they are not in accordance with the facts. Let it go to the آئے ہیں Committee and let it be examined. اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں اور کوئی حرج they wanted to examine it. The source that gave this بھی نہیں ہے report should be summoned to the Committee. What is the source with him اور کہاں سے انہوں نے یہ خبر نکالی ہے؟ ان کی بنیاد کس بات پر ہے جس کی وجہ سے انہوں نے یہ خبر دی ہے؟

Mr. Chairman: It is being sent to the concerned Committee. Yes, Haji Adeel Sahib.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں پرسوں بھی کوشش کر رہا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں اپنا point of order پیش نہ کر سکا۔ اخبارات میں اور articles میں بھی کچھ اطلاعات آئی ہیں کہ خانپور ڈیم سے 45 Cusec feet پانی اسلام آباد اور پنڈی کینٹ کو دیا جا رہا ہے اس کی مقدار double کر دی گئی ہے یعنی 90 Cusec feet کر دی گئی ہے۔

دوسرا پروگرام یہ ہے کہ غازی بروتھا کو electricity generation کے لیے جو پانی جا رہا ہے اس نہر سے ایک نہر بنائی جا رہی ہے جس کا پانی اسلام آباد اور راولپنڈی کو divert کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ پانی پختونخوا کا ہے اور Water Apportionment Accord کے تحت تقریباً 2.8 million acre feet پانی ہے جو ہم اس لیے استعمال نہیں کر سکتے کہ 1991 کے بعد ہمارے صوبے میں پانی کا کوئی reservoir کوئی بڑا بیراج یا کوئی بڑا project نہیں بنا ہے جیسے چشمہ رائٹ بنک کینال Left–I, Left–2 and Left–3 یہ پانی ضائع جا رہا ہے، دوسرے صوبے استعمال کر رہے ہیں، اس کے بدلے میں ہمیں کچھ نہیں دے رہے ہیں، جب کہ 1991 کے بعد سیلابی پانی کے لیے Thal Greater Canal بنا ہے، اس کے علاوہ بارانی اور میرانی ڈیمز سندھ اور بلوچستان میں بنے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارا علاقہ dry ہو رہا ہے، ہمارے علاقے کی جھیل کا پانی زراعت کے لیے بھی استعمال ہو رہا ہے اور اس پانی کو بدستور چوری کیا جا رہا ہے، ہمارے صوبے کو اس کا ایک پیسا تک نہیں دیا جا رہا۔ ہم نے آئین کے Article 155 میں کچھ ترامیم بھی تجویز کی ہیں، بہرحال جب

وہ amendments منظور ہوں گی اور آئین میں amendment ہو گی تو پھر ہم Council of Common Interests میں جائیں گے۔

جناب! اب میں آپ سے request کرتا ہوں کہ جو متعلقہ کمیٹی ہے اس میں مجھے یہ مسئلہ take up کرنے دیا جائے۔ یہ میرے صوبے کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ میرا پانی استعمال کیا جا رہا ہے، مجھے اس کے بدلے میں ایک پیسا نہیں دیا جا رہا۔

جناب چیئرمین: اس کو بخاری صاحب! دیکھ لیجیے۔ بخاری صاحب آپ کچھ بتا دیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, as per rules if the honourable Member gives the call attention notice on the issue which he has raised, I will ask the Minister to come in the House and make a statement over here

اور اس کے بعد جو ہاؤس decide کرے۔

جناب چیئرمین: جی حاجی لشکری رئیسانی صاحب۔

Points of Order

Remarks passed by an advocate, Qazi Anwar against the Parliamentarians.

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب! میں اس issue پر بات کرنا چاہتا ہوں جس پر کچھ میرے ساتھیوں نے کل بات کی ہے کیونکہ میں کل موجود نہیں تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی آواز دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ملاؤں اور اپنا احتجاج بھی record کرواؤں۔ جناب چیئرمین! انور قاضی نے دوبارہ پارلیمنٹ کو گالیاں دی ہیں۔ مجھے اس بات پر بہت افسوس ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ اس کو اس پارلیمنٹ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں جو غیر منتخب اداروں کے سائے میں سیاست کرتے رہے ہیں۔ آج قاضی انور کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پاکستان کے 16 کروڑ لوگوں کے منتخب ادارے کے خلاف بات کریں۔

جناب چیئرمین! یہاں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ وہ بالکل خاموش ہیں، پچھلے دنوں قاضی انور میاں نواز شریف کو ملنے کے بعد کوئٹہ چلا گیا، کوئٹہ میں بیٹھ کر اس نے یہ بات کی ہے، اگر وہ ہمیں سمگلر اور چور کہتا ہے تو وہ اس شخص کا نام لے جس کو وہ چور اور سمگلر

کھتا ہے ۔ قاضی انور خود چوروں اور سمگلروں کی وکالت کرتا رہتا ہے اور ان سے فیس لیتا ہے اور وہ پاکستان کے سپریم اور آئین ساز ادارے کے خلاف بات کرتا رہتا ہے جس کی میں سختی سے مذمت کرتا ہوں۔ میں کھتا ہوں کہ اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ آج ہم سنتے ہیں کہ سپریم کورٹ آزاد ہے اور وہ مختلف issues پر جیسے مہنگائی، پٹرول، چینی وغیرہ کے متعلق suo motu action لیتا رہتا ہے اس کو قاضی انور کے خلاف notice لینا چاہیے کہ وہ اس ملک کے سب سے سپریم ادارے کے خلاف بات کرتا ہے۔ کل فوجیوں نے اس ادارے کو پامال کیا تھا ۔ آج کچھ اور لوگ مل کر اس ادارے کی بے احترامی کر رہے ہیں اور قاضی انور کو اس ضمن میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر سپریم کورٹ آزاد ہے اور وہ اس ادارے کو سپریم سمجھتا ہے تو پھر سپریم کورٹ قاضی انور کے خلاف suo motu notice لے اور اس کے خلاف کارروائی کرے۔

جناب چیئرمین: جی مسز سیمیں صدیقی صاحبہ۔

Shortage of drinking water in I−9/4, Islamabad.

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میرا point of order Government servants کے بارے میں ہے۔ I−9/4 میں کافی دنوں سے پانی کی سپلائی کا مسئلہ چلا آرہا ہے، پینے کا پانی وہاں کے مکینوں کو نہیں مل رہا ہے۔ جب یہ لوگ محکمے والوں سے complaint کرتے ہیں تو ان کو جواب دیا جاتا ہے کہ load shedding کی وجہ سے پانی نہیں آرہا ہے جب کہ load shedding کے اوقات مقرر ہیں۔ جناب! اس بات کا نوٹس لیا جائے اور یہ سیکٹر آئی نائن فور کے Blocks ہیں جن میں سے بالخصوص بلاک 12 اور 31−38 Blocks سر فہرست ہیں جو Category−IV and V کے ہیں۔ جناب! اس مسئلے کو فوری طور پر take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

Sir, my point of order is against the Minister for Water and Power, what my leader has already said about water and power and your honour has said that he is not here.

میرا خیال ہے کہ ان کو کل بلایا جائے اور ان کی موجودگی میں میرا point of order کرنا زیادہ اچھا ہو گا کہ وہ مجھے اس بارے میں جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! آپ راجا صاحب کو کہیں کہ ان دو points of order کے لیے کل آجائیں۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنے شہر اور ضلع کے دو بڑے سلگتے مسائل آپ کی وساطت سے حکومت اور Minister of State for Interior موجود ہیں، ان کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ 17 اکتوبر سے بنوں میں سارے موبائل فونز بند ہیں۔ اس تاریخ کو جنوبی وزیرستان میں ملٹری اپریشن شروع کیا گیا تھا اور ملٹری اپریشن کے بارے میں چیف آف آرمی سٹاف نے مہینے سے بھی زیادہ عرصہ پہلے کہا تھا کہ کامیاب ہو گیا ہے اور صوبائی حکومت وہاں کا انتظام لے لے لیکن بنوں شہر اور بنوں ضلع میں موبائل فونز کو آج تک نہیں کھولا گیا۔ وہاں کے لوگ متعلقہ حکام سے ملتے ہیں تو وہ اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں کہ اوپر سے یہ حکم ہے۔ شاید فوج کی طرف سے حکم ہو۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہو گی کہ وہاں پر موبائل فونز فوراً کھول دیے جائیں وزیرستان کا اپریشن ختم ہو چکا ہے جس کی وجہ سے موبائل فونز سروس بند کر دی گئی تھی۔

جناب چیئرمین! دوسرا نکتہ یہ ہے----

جناب چیئرمین: ایک نکتہ کل لے لیجیے گا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بہت مختصر سا ہی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اور وہ بہت سنگین مسئلہ ہے۔ کئی سالوں کا مسئلہ ہے۔ بنوں چھاؤنی کے سویلین ایریا میں فوجی پھاٹک لگایا گیا ہے اور لوگوں کو وہاں پر تنگ کیا جاتا ہے اور انہیں ذلیل بھی کیا جاتا ہے۔ اس پھاٹک کے اندر کمشنر، DIG, DCO, DPO, District Nazim, Session Courts, District Courts, Nazim Town−1, GPO and Defence Colony کے offices واقع ہیں۔ سویلین لوگ وہاں پر جاتے ہیں۔ میں خود DCO سے ملنے جا رہا تھا تو مجھے وہاں پر روکا گیا۔ میں نے اپنا تعارف کرایا لیکن مجھے یہ کہا گیا کہ آپ کے پاس گاڑی کا کینٹونمنٹ پاس نہیں ہے اس لئے آپ گاڑی نہیں لے جا سکتے ہیں آپ پیدل جا سکتے ہیں۔ جناب

چیئرمین! یہ صورت حال ہے۔ یہ مسئلہ میں دو سال سے یہاں پر اٹھا رہا ہوں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے۔ اس لئے میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ اس پھاٹک کو فوجی علاقے تک محدود رکھا جائے یا پھر ان offices کو چھاؤنی سے باہر لا کر کسی بھی علاقے میں لگا دیے جائیں تا کہ وہاں کے عوام کی تذلیل نہ ہو اور ان مشکلات سے چھٹکارا پائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اپنے point of order پر آنے سے پہلے اس بات پر میں ذرا آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پانی کے مسئلے پر----

جناب چیئرمین: پانی کا مسئلہ کل کر لیجیے گا۔ کل راجہ صاحب بھی آئیں گے۔

Road works have been stopped.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں ایک منٹ بات کروں گا۔ حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ سرحد کا پانی چوری ہوتا ہے۔ اگر چوری ہوتا ہے تو ان کو حساب ملنا چاہیے اور یہ بھی طے ہونا چاہیے کہ چوری کون کرتا ہے لیکن جہاں تک ہمارے صوبہ سندھ کا تعلق ہے، ہمارے ساتھ صرف چوری ہی نہیں ہوتی ہے بلکہ سینہ زوری بھی ہوتی ہے۔ ابھی حاجی صاحب نے یہاں پر رپورٹ بھی پیش کی کہ کوٹری سے نیچے downstream میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں آتا۔ ہمیں جو پانی ملنا چاہیے وہ نہیں ملتا، وہ کون لیتا ہے، کب سے ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے، ہمیں سندھ والوں کو بھی اس کا حساب ملنا چاہیے اور پھر یہ چشمہ جہلم لنک کینال پر جو زبردستی پاور پراجیکٹ بنایا جا رہا ہے یہ 1991 Accord کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ کم از کم آپ سب کا احترام کریں۔ میں آپ کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے حال پر رحم کیا جائے۔

جہاں تک میرے point of order کا تعلق ہے لاڑکانہ میں جو ترقیاتی کام شروع کئے گئے ہیں۔ لکھی غلام شاہ سے لاڑکانہ تک جو روڈ بنایا جا رہا ہے۔ لاڑکانہ سے موہنجوداڑو تک اور پھر سیہون شریف سے لاڑکانہ تک، دادو بائی پاس اور پھر جو درمیانی راستہ ہے خیرپور سے نواب شاہ تک، یہ سارے کام رکے ہوئے ہیں اور یہ پورے علاقے چلنے کے قابل نہیں رہے۔ میں پہلے بھی اس پر چیخا ہوں لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ کم از کم concerned authorities کو کہا جائے کہ بھئی یہ کام کیوں بند ہیں۔ پیسے کہاں چلے گئے، ٹھیکیدار کہاں بھاگ گئے اور یہ کام کب مکمل ہوں گے؟ کم از کم ہمیں بتایا

جائے۔ براہ کرم آپ ذاتی طور پر اس کا notice لیں اور یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ روز وہاں پر حادثے ہوتے ہیں اور وہ لوگ بہت پریشان ہیں۔ اس مصیبت سے ہماری جان چھڑائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! point of order پر میری بات یہ ہے کہ آج میرا ایک سوال تھا جس کا انہوں نے تحریری جواب غلط دیا ہے۔

جناب چیئرمین: کس نے، کونسا منسٹر تھا؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود: Minister of Communications نے، میرا تو خیر سوال آیا نہیں لیکن اس سوال کا جواب آیا ہے، میرے پاس evidences ہیں کہ اس سوال کا جواب انہوں نے غلط دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کروڑوں روپے کا plus/minus ہے۔ اگر آپ چاہیں تو آپ اپنا کتابچہ کھول کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ تو اس وقت چلا گیا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! یہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ اگر آپ اس کو کمیٹی کو refer کریں گے تو میں وہاں پر صحیح طریقے سے debate کر سکوں گا۔ یہ بہت important ہے۔

جناب چیئرمین: طلحہ صاحب! اس پر آپ Call Attention Notice لے آئیے تاکہ وہ جواب دیں۔ جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ایک تو میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر Jammers ہونے کے باوجود باقاعدہ موبائل بج رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا سیکورٹی رسک ہونے کے باوجود بھی جو Jammers یہاں پر لگائے گئے ہیں وہ ناکافی ہیں اور کام نہیں کر رہے ہیں۔

دوسرا point of order میرا بھی طلحہ محمود صاحب کی طرح question ہے جو اس دن میں نے raise کیا تھا کہ منسٹری آف کامرس نے میرے سوال کا غلط جواب دیا ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی کہ مخدوم صاحب کے ساتھ آپ کی ایک sitting کروا دی جائے گی مگر شاید وہ بھی مصروف ہیں اور مخدوم صاحب بھی اپنی وزارت کی مصروفیات میں ہیں۔ تو اس طریقے سے

ignore کرنا، میرے سوال کا غلط جواب دینا اور پھر اس کو explain نہ کرنا میرا خیال ہے کہ یہ اس ہاؤس کی بھی توہین ہے۔

جناب چیئرمین! اس طرح میں ایک اور گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ ہمارے وزیر خارجہ صاحب ماشاءاللہ امریکہ سے واپس آ گئے ہیں۔ بڑے strategic dialogues ہو گئے ہیں۔ میں یہ چاہ رہی ہوں کہ کیا وہ اس ہاؤس کو یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ امریکہ اور پاکستان کے درمیان کیا بنیادی اصول طے پا گئے ہیں، کن طریقوں پر آگے عمل درآمد ہوگا، ہماری منڈیوں تک access کس طریقے سے ہو گی جبکہ ہمارے پاس پانی ہے اور نہ بجلی ہے۔ کیا وہ بھارت کے ساتھ کوئی dialogue کرنے جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین! یہ بھی بڑا اہم issue ہے۔ اگر آپ next day یا اس سے اگلے روز وزیر خارجہ صاحب کو بلا لیں کہ آپ وہاں پر تو ضرور سر جوڑ کر بیٹھے تھے مگر یہاں ہمارے ساتھ بھی سر جوڑ کر بات کریں اور بتائیں کہ آپ نے آگے کیا پالیسی اختیار کی ہے؟ پاکستان اور امریکہ کس طریقے سے آگے کن بنیادوں پر چلیں گے؟

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: جناب چیئرمین! جس دن یہ point انہوں نے raise کیا تو میں نے اسی دن ان سے رابطہ کیا کہ میں کل آپ کی میٹنگ مخدوم صاحب سے کرا دیتا ہوں۔ پھر ان کی request پر اس کو defer کیا گیا۔ مجھے ہاؤس میں انہوں نے کہا کہ دو دن بعد آپ کریں لیکن اس کے بعد انہوں نے مجھ سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ جب یہ کہتی ہیں میں مخدوم صاحب سے ان کی میٹنگ arrange کروا دیتا ہوں. and we can discuss that issue.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کی request پر وہ defer کیا گیا تھا۔ جی فوزیہ صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخرالزمان: جناب چیئرمین! میں سوائن فلو کی ویکسین کے بارے میں پہلے بھی عرض کر چکی ہوں لیکن میرا خیال ہے ابھی تک ہوا کچھ نہیں۔ 1918 میں جب آبادی بالکل کم تھی تب ہزاروں لوگ اس سوائن فلو سے مر گئے تھے۔ تب تو اس کو کوئی نام نہیں دیا گیا تھا۔ براہ کرم وہ ویکسین منگوائیں۔ اگر ایک دفعہ پھیل گئی تو پھر سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ میرا واسطہ اس کے ساتھ اس

لئے ہے کہ 1918 میں میرے دادا چالیس سال کی عمر میں London returned surgeon اسی سے فوت ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! یہ جو point raise کیا گیا ہے یہ ذرا نوٹ کر لیں یہ بہت important ہے۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس چیز کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ میں نے سیشن سے پہلے Call Attention Notice دیا تھا پانی کے مسئلے پر کالاباغ ڈیم کے سلسلے میں کہ اگر اس کے بنانے میں کوئی مشکلات ہیں تو جو ماہرین ہیں وہ آکر پورے ہاؤس کو بتائیں، in camera session ہو یا ویسے ہو، تمام پارٹیوں کو پتا چلے کہ اس میں کیا برائی ہے۔ کیونکہ اس کی feasibility تیار ہے۔ جو پاکستان کا حال ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ مجھے وہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چانڈیو صاحب! نہ بولیں۔ Please no crass talk, بالکل خاموش رہیں۔ جی، آپ فرمائیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ انڈیا سے جو ٹیم آئی ہوئی تھی، جماعت علی شاہ ہمارے نمائندے ہیں۔ ہمارے دریاؤں پر انڈیا نے جو بند باندھے ہیں اس پر تین دن تک discussion ہوئی ہے مگر اس کا کوئی بھی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ میٹنگ ختم ہو گئی ہے اور وہ واپس چلے گئے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ چاہتی ہوں کہ آپ رولنگ دیں اور گورنمنٹ کو بتائیں کہ پانی کے مسئلے کی وجہ سے بجلی کا پیدا ہونا بہت کم ہو گیا ہے اور ہم ابھی تک اس کا کوئی حل تلاش نہیں کر سکے۔ لہذا چھوٹے ڈیموں کو بنانے میں تیزی دکھائی جائے۔ میری یہ تیسری مرتبہ استدعا ہے آپ سے، آپ مہربانی کرکے جو serious matters ہیں، جن سے پاکستان کے عوام کی معاشی حالت وابستہ ہے، جیسا کہ بجلی اور پانی ہیں۔ ہم اس ملک کو ایتھوپیا یا صومالیا تو نہیں بنانا چاہ رہے ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوئی تھی پچھلے چھ، سات سالوں سے، جب انڈیا بند بنا رہا تھا اور یہ بات record پر ہے کہ میں ہمیشہ شور مچاتی تھی اور میں اب بھی مچا رہی ہوں اور یہ کہہ رہی ہوں کہ ان کو منع نہیں کیا گیا اور انہوں نے ہمارے دریا بند کر دیے۔ اب ہی کچھ کر لیا جائے، اپنے لیے جگہ جگہ چھوٹے

چھوٹے بند بنائے جائیں۔ اگر کالاباغ ڈیم نہیں بن سکتا تو ہم کچھ اور تو بنائیں۔ جناب والا! آپ اس پر ruling دیں اور میں آپ سے یہی چاہتی ہوں۔ آپ نے میرا Call Attention نہیں آنے دیا، کوئی بات نہیں لیکن اب آپ اس پر ruling دے دیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: کل راجہ صاحب آرہے ہیں، آپ یہ point اس وقت raise کر لیجیئے گا۔ جی لشکری صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب والا! جس issue کو Privilege Committee کے حوالے کیا گیا ہے اس کے movers میں میرا نام بھی ڈالا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ یہ مسئلہ بھی چلا جائے گا۔ جی چانڈیو صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ پاکستان میں پانی کا مسئلہ ہے۔ تمام محب وطن اس وجہ سے پریشان ہیں۔ اس ملک میں بجلی کا ایک بہت بڑا بحران ہے لیکن تمام محب وطن دانشور اور ماہرین کہہ چکے ہیں کہ کالاباغ ڈیم اگر پاکستان کی یکجہتی کے لیے نقصان دہ ہے تو اس کے متبادل طریقہ کار اختیار کیے جائیں۔ میرے خیال میں حکومت نے اور تمام لوگوں نے مل کر ایسے راستے اختیار کرنا شروع کیے ہیں جس میں کالاباغ ڈیم کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ رہا سوال کہ تین صوبوں کی اسمبلیوں نے جس چیز کو ختم کر دیا ہے، جس کے خاتمے کا حکومت نے اعلان کر دیا ہے، جس کے متبادل طریقہ کار اختیار کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ میڈم صاحبہ نے جیسے کہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں تو اس پر کام شروع ہو گیا ہے اور بہت ساروں کا آغاز بھی ہو گیا ہے۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ بجلی کا بحران ختم ہونا چاہیے، پانی کا مسئلہ ختم ہونا چاہیے لیکن اس میں پاکستان کی سالمیت کو داؤ پر نہ لگایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کچھ لوگ جن کی میں بڑی عزت کرتا ہوں اس issue کو بار بار جان بوجھ کر ایک مسئلہ پیدا کرنے کے لیے اٹھاتے ہیں۔ جب ایک معاملہ طے ہو چکا ہے اس کو نہ اٹھایا جائے تو بہتر ہو گا اور جو آنے والی چیزیں ہیں ان کو حل کریں اور ہم سب اس پر ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! Ministry of Food and Agriculture کا ایک ذیلی ادارہ ہے PODB (Pakistan Oil Seed Development Board). اس کو کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ کم از کم 15/20 سالوں سے میں اس کو جانتا ہوں۔ یہ Oil

Seed Development کا کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں palm oil کی کاشت کو فروغ دینا اور research کرنا۔ اس کے علاوہ زیتون کی plantation کو بھی فروغ دے رہے ہیں لیکن پچھلے 15 سالوں میں اس میں کوئی خاطر خواہ development نہیں ہوئی ہے۔ ملائشیاء نے کوئی 30/35 سال پہلے شروع کیا تھا اور وہ اس وقت 60% of the palm oil production of the world, Malaysia کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں بھی بلوچستان کے علاقے میں زیتون کی کاشت کا بڑا potential ہے۔ اس کو بہت کم پانی چاہیے اور پاکستان کا جو edible oil کا import bill ہے وہ تقریباً 02 billion dollar کے قریب ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے کہنا چاہوں گا یا اگر Leader of the House میری یہ بات وزیر صاحب تک پہنچا سکیں کہ اس ادارے کو ذرا فعال بنائیے اور پاکستان کے اس potential کو exploit کیجیئے تاکہ ہماری import کا bill کم ہوجائے اور اپنی production بھی بڑھے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی تہمیم صاحب۔

سینیٹر عبدالرزاق اے تہمیم (وزیر برائے بلدیات و دیہی ترقی): بات یہ ہے کہ ہاؤس میں ہمارے کچھ اراکین کا point of order بھی آیا تھا کہ جو وزیراعظم صاحب نے دو کروڑ روپے کی development scheme کا اعلان کیا تھا اس سلسلے میں۔ یہاں آپ نے مہربانی کی اور Leader of the House کو بھی کہا انہوں نے بھی ان کو بلایا لیکن وہ پھر بھی نہیں مان رہے تھے۔ انہوں نے ایک summary بھیجی تھی کہ یہ پیسے نہ دیے جائیں جو کہ ایک additional allocation ہے مگر وزیراعظم صاحب نے ان کے سارے points reject کر کے کل orders کر دیے ہیں کہ parliamentarians کے لیے دو کروڑ دیں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اپنے بھائیوں سے کہ جن کی schemes دو کروڑ تک ہیں اور ہمارے پاس آچکی ہیں، ہم نے ان کو process کرنا شروع کر دیا ہے لیکن جن کی نہیں پہنچی ہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد بھیجیں کیونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

جناب چیئرمین: کتنا وقت رہ گیا ہے۔ کیا 30 جون تک وقت ہے؟

سینیٹر عبدالرزاق اے تہمیم: جلدی بھیجیں کیونکہ پھر یہ amount کہیں lapse نہ ہوجائے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیراعظم نے کر دیا ہے، دو کروڑ سارے parliamentarians

کے لیے ہیں اور جیسا میں نے کہا کہ جو schemes ہمارے پاس ہیں وہ DFA کے پاس process ہو رہی ہیں اور جو نہیں پہنچیں اب تک وہ مجھے بھیج دیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you Minister sahib. Now, the House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 31st March, 2010 at 5.00 P.M.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday the 31st March, 2010 at 5.00 P.M.]
